بچوں کی نظمیں

ڈاکٹر شفیق اعظمی

بچوں کی نظمیں

ڈاکٹر شفیق اعظمی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ناشر: ڈاکٹر شفیق اعظمی
سرائے میر اعظم گڑھ (یو۔پی)

اشاعت کا سال: ۲۰۰۶ء

تعداد: چھ سو

ایڈیشن: پہلا

کتابت: جمال کمپیوٹر، ڈومن پورہ، مئو

سرورق:

طباعت: ایچ ایس آفسٹ پرنٹرز، نئی دہلی-۲

قیمت: پچاس روپے -/50

تقسیم کار:

۱- مکتبہ جامعہ۔ جامعہ نگر، نئی دہلی
۲- ایجوکیشنل بک ہاؤس شمشاد مارکیٹ، علی گڑھ
۳- دانش محل، امین آباد، لکھنؤ
۴- نعیم بک سیلر، صدر چوک، مئو
۵- البدر بک سینٹر، سرائے میر، اعظم گڑھ (یو۔پی)
۶- مکتبہ الفہیم، صدر چوک، مئو

یہ کتاب

فخرالدین علی احمد میموریل کمیٹی

حکومت اتر پردیش لکھنؤ کے

مالی تعاون سے شائع ہوئی

۳۱	تتلیاں	80	۴۶	گھڑی	111
۳۲	غضب کی ٹھنڈ	83	۴۷	سردی کا موسم	113
۳۳	میری بکری	85	۴۸	ادیبہ	116
۳۴	ایک بچی کی فریاد	88	۴۹	پھولوں کا پیغام	118
۳۵	دوہے	91	۵۰	برسات	120
۳۶	دوستو	92	۵۱	اے وطن	122
۳۷	بہادر بچو	94	۵۲	مرغا	125
۳۸	ریل	96	۵۳	وطن کے سپاہی	128
۳۹	گنتی کا گیت	98	۵۴	الو	130
۴۰	دوہے	100	۵۵	چندا ماما	133
۴۱	دوہے	101	۵۶	مینا	135
۴۲	چوہیا	102	۵۷	ماہ جولائی	138
۴۳	جب سے موئی گرمی ہے آئی	104	۵۸	پیڑ لگائیں	141
۴۴	جھولا	106	۵۹	آم کا موسم	143
۴۵	بادل اور پانی	109	۶۰	بچو عید مناؤ	145

۶۱	خرگوش کی چالاکی	145
۶۲	مصنف کی مطبوعہ کتب چند مشاہیر کی نظر میں	151

پیش لفظ

مولانا ضیاء الدین اصلاحی

ڈاکٹر شفیق اعظمی کو شعر و ادب سے شغف اور لکھنے پڑھنے کا اچھا ذوق ہے، ادب وتنقید کے میدان میں اپنا جوہر دکھانے کے ساتھ ہی ان کی مشق سخن کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے، اردو میں بچوں کے ادب کی جانب کم لوگوں نے توجہ دی ہے، ہم کو یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ ڈاکٹر شفیق اعظمی کو ادب طفال سے دلچسپی ہے اور وہ بچوں کے لئے نظمیں کہتے رہتے ہیں، اب وہ بچوں کے لئے کہی گئی نظموں کا یہ مجموعہ شائع کر رہے ہیں، اس کی ابتدا حمد و نعت سے کی گئی ہے تاکہ سب سے پہلے بچوں کے دل و دماغ میں توحید و رسالت کا تصور رچ بس جائے، جو ایک مسلمان کا بنیادی عقیدہ ہے۔ حمد و مناجات کے رنگ میں انھوں نے ایک دعا بھی کہی ہے، جس پر وحدت الوجود کی چھاپ آ گئی ہے۔ مجموعہ کی بعض نمایاں خصوصیات یہ ہیں۔

۱- اکثر نظمیں بچوں کی پسند اور دلچسپی کے موضوعات پر کہی گئی ہیں، جیسے دس تک گنتی، سردی، جھولا، گھڑی، ماہ جولائی، ننھے پھولوں کا پیغام، بادل اور پانی، چڑیا گھر، ریل، عید وغیرہ۔

۲- شاعر کو زبان وفن پر قدرت حاصل ہے، اس لئے ہر نظم میں ننھے، منے بچوں کے لئے عام فہم زبان، سادہ اور پیارا انداز بیان اختیار کیا گیا ہے، بحریں بھی چھوٹی ہیں اور جا بجا ہندی اور انگریزی کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ جو آج کل عموماً اسکول جانے والے بچوں کی زبانوں چڑھے ہوئے ہیں۔

۳- بچوں کو ان میں اچھی اور مفید باتوں کی تلقین اور عمدہ اخلاقی تعلیم دی گئی ہے، ''گنتی کا گیت'' کے ہر دوسرے مصرعے میں بڑی مفید دینی و اخلاقی ہدایت دی گئی ہے، ننھے پھولوں کی زبانی بچوں کو یہ پیام دیا ہے کہ:

جینے کا ہنر ہم سے سیکھو
دیکھو مل جل کے رہو لوگو

نظم ''عید''، مکمل درس و پیام ہے۔اس کا آخری بند ملاحظہ ہو:-

چاروں طرف ہے گھور اندھیرا
ایسا کرو کہ پھیلے اُجالا
تاریکی کو دور بھگاؤ
بچو ایسے عید مناؤ

ڈاکٹر صاحب نے بچوں کے لئے کئی دوہے بھی کہے ہیں، ان میں متعدد اخلاقی ہدایات موجود ہیں مگر انداز بالکل ہلکا، پھلکا ہے تاکہ بچوں کے ذہن پر وہ بوجھ اور بار نہ بنیں۔ چند دوہے ملاحظہ ہوں۔

آنا کانی مت کرو ، چھوڑو کام فضول
دیکھو ٹائم ہوگیا ، اب جاؤ اسکول
جیسا کروگے پاؤ گے ، کیوں جاتے ہو بھول
آم کہاں سے کھاؤ گے، بوؤ گے جو ببول
کینہ بغض کو چھوڑ کر ، کرو محبت عام
شہر میں اپنے ہی نہیں ، ہوگا جگ میں نام
جاؤ کسی کے پاس تو پہلے کرو سلام
تب جا کر ان سے کرو ، بچو کوئی کلام

۴-بعض نظمیں معلوماتی ہیں، ان کے پڑھنے سے بچوں کی معلومات میں اضافہ ہوگا، جیسے ''بادل اور پانی''، ''چڑیا گھر''، ''ریل'' اور ''جھولا'' سے بھی ان کے بارے میں بچوں کی واقفیت بڑھے گی۔

۵-شاعر نے حب الوطنی، ملک کے لئے ایثار و قربانی اور اس کی خدمت و ترقی کا سرفروشانہ جذبہ بھی بچوں کے دلوں میں بیدار کیا ہے، اس موضوع پر ان کی چند مستقل ولولہ انگیز نظمیں ہیں جیسے ''ہند کو جنت بنائیں دوستو''، ''اے مرے ہند کے نوخیز بہادر بچو''،

''اے وطن''، ''پیارے بچو'' اور ''میرے پیارے وطن'' وغیرہ وغیرہ۔

ان کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

آنچ آئے کوئی
تجھ پہ اے جاں مری
ایسا ہو جو کبھی
تجھ پہ قربان ہم
سارے عالم میں تو
بس رہے سرخرو
ہے یہی آرزو
تجھ پہ قربان ہم

ان وطنی نظموں میں وطن کی محبت کے ساتھ ساتھ بچوں کو فیض رساں بننے اور سب کے کام آنے کا پیام دیا گیا ہے۔

لالہ و گل مسکرائیں ہر طرف
اس طرح گلشن سجائیں دوستو
بس یوں ہی کالی فضاؤں کو اجالا بخشو
خار کے بدلے جہاں والوں کو لالہ بخشو

یہ کتاب ادب اطفال کے ذخیرہ میں اضافہ بنے گی۔ اس کو پڑھ کر بچے جھوم اٹھیں گے اور سبق بھی حاصل کریں گے۔

ضیاء الدین اصلاحی
دارالمصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ
۲۶ راگست ۲۰۰۲ء

تعارف

ڈاکٹر مظفر حنفی

(سابق پروفیسر اقبال چیئر۔ کلکتہ یونیورسٹی)

ہر چند کہ اڑسٹھ کے پیٹھے میں ہوں لیکن بچوں کے لئے لکھنے بیٹھتا ہوں تو خود کو بارہ تیرہ سال کا بنالیتا ہوں، تاکہ خیال میں پیچیدگی نہ ہو، طرز ادا دلچسپ ہو، اور زبان آسان۔ موضوعات ایسے ہوں کہ بچے ان میں نیا پن محسوس کریں، مکتبی اور درسی ماحول سے کچھ دیر کے لئے آزادی ملے، نصیحتیں دن رات سنتے ہیں، کچھ شوخی، کھلنڈرا پن اور مہذب شرارتیں اگر خود نہ کرسکیں تو پڑھ کر خوش ہولیں۔ شفیق اعظمی نے بچوں کے لئے جو نظمیں اور گیت وغیرہ لکھے ہیں۔ ان میں بھی مجھے زبان کی سادگی اور خیالات کی ناپیچیدگی نظر آتی ہے۔ ہر چند کہ وہ معلوماتی اور تدریسی انداز بیان زیادہ اپناتے ہیں بایں ہمہ تخلیق میں شگفتگی اور دلکشی کا عنصر برابر رکھتے ہیں۔ مجھے لگتا ہے وہ ادب اطفال کے میدان میں دور تک جائیں گے اور اس راہ پر اپنے نام کے سنگِ میل نصب کریں گے۔

ڈاکٹر مظفر حنفی
سابق پروفیسر اقبال چیئر، کلکتہ یونیورسٹی
۶ر نومبر ۲۰۰۲ء

''بچوں کی نظمیں'' میری نظر میں

ڈاکٹر اشفاق احمد اعظمی
(سابق صدر شعبۂ اُردو، شبلی پی۔جی۔کالج۔اعظم گڑھ)

اس زمانے میں بچوں کے ادب کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے، ادھر چند سالوں میں اس موضوع سے متعلق چھوٹی بڑی کئی کتابیں منظر عام پر آئیں اور کئی ادباء اور شعراء بچوں کے ادب کے ذریعہ اپنی پہچان بنانے میں کامیاب ہوئے ہیں، جبکہ اس دور سے پہلے اس قسم کے ادب میں اپنی پوری زندگی کو کھپانے والے خال خال ہی نظر آتے ہیں۔علی گڑھ تحریک کے آس پاس اس ادبی کام میں اپنی ایک شناخت قائم کرنے والے اتنے کم تھے کہ جن کو انگلیوں پر گنا جاسکتا تھا، اس لحاظ سے مولوی محمد اسمٰعیل، حامد اللہ، افسر، اور محمد شفیع الدین نیر وغیرہم کے چند اسمائے گرامی ہیں جن کو اہمیت دی جاسکتی ہے جنھوں نے ادب اطفال میں اپنی ایک نمایاں حیثیت بنانے میں کامیابی حاصل کی ہے اور اپنے اس کارنامے کی بدولت اُردو ادب میں خود کو زندۂ جاوید کردیا ہے۔ ویسے اس عہد کے اور دیگر بڑے ادباء اور شعرا بھی اس طرف سے بالکل غافل نہیں رہے۔انھوں نے بھی اس قسم کے ادب و شعر کی اہمیت کو ملحوظ خیال رکھا، یہی وجہ ہے کہ انھوں نے بھی اپنے بڑوں کے ادب کے ساتھ ساتھ تھوڑا بہت بچوں کے ادب کا سرمایہ بھی چھوڑا ہے، انھوں نے اپنی پوری زندگی اس طرح کے کارناموں میں اس لئے بھی وقف نہیں کی کہ اس کو بڑوں کے ادب کے مقابلے میں نہایت کم تر خیال کیا جاتا تھا، جبکہ اس زمانے میں ادب اطفال کی اہمیت پہلے کی بہ نسبت زیادہ محسوس کی جانے لگی ہے، کیوں کہ اب لوگوں کی سمجھ میں اچھی طرح آگیا ہے کہ بچے ہی مستقبل میں قوم اور ملک کی نئی تعمیر و تشکیل کرنے والے ہیں، لہٰذا ان کی اصلاح اور کردار سازی بہت ضروری ہے۔اس اسٹیج پر ہم انھیں جس رنگ میں ڈھالیں گے آئندہ

وہ ایسے کارنامے انجام دیں گے اور ملک اور قوم اتنی ہی مضبوط یا کمزور، صالح یا غیر صالح بنے گی۔

لیکن اس سے یہ قطعی خیال نہیں کرنا چاہئے کہ جن بڑے ادباء اور شعراء نے جزوی طور پر اس موضوع کو اپنی زندگی میں برتا ہے ان کی زیادہ اہمیت نہیں ہے۔ کیوں کہ بڑے مصنفین بہر حال بڑے تھے۔ لہٰذا اپنے ان کاموں میں بھی اپنی عظمت و اہمیت کے جھنڈے گاڑے ہیں، جن کی بنا پر ان کی اہمیت آج بھی محسوس کی جاتی ہے۔ اپنے اس خیال کی تائید میں یہاں زیادہ مثالیں نہ پیش کر کے صرف ایک مثال پر اکتفا کروں گا، وہ مثال اردو کے شاعر اعظم علامہ اقبالؔ کی ایک مختصر سی نظم کی ہے، جو فی زمانہ ''قومی ترانہ'' کے عنوان سے عالمی شہرت کی ایک چیز بن گئی ہے، حالانکہ کسی ادیب یا نقاد نے اس کو اقبال کی بچوں کی نظموں میں کبھی شامل نہیں کیا۔ کم سے کم یہ خیال میری نظر سے تو کبھی نہیں گزرا، جبکہ یہ اپنی جملہ خصوصیات کی بنا پر بچوں کے ادب میں شامل کی جاسکتی ہے۔ ان خصوصیات کو یہاں گنانے کو موقع نہیں ہے مگر اس کی شہرت اور مقبولیت کا عالم یہ ہے کہ اس کی گونج چاند تک پہنچ گئی ہے، راکیش کے قدم جب چاند پر اترے تو محترمہ اندرا گاندھی نے اس سے پوچھا کہ وہاں سے بھارت کیسا لگ رہا ہے تو اس نے یہی کہا تھا کہ:

''سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا''

اس کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ ادب اطفال کا مرتبہ کم تر ہے۔

بہر کیف ڈاکٹر شفیقؔ اعظمی انھیں شعراء و ادباء میں شامل ہیں، جنھوں نے جزوی طور پر اپنی زندگی کو بچوں کی شاعری کی تخلیق میں کھپایا ہے، ان کی کتاب ''بچوں کی نظمیں'' اب منظر عام پر آرہی جب کہ ان کی کئی کتابیں بڑوں کے ادب کے ضمن میں پہلے ہی شائع ہو چکی ہیں اور ادبی دنیا میں ان کی ایک پہچان بنا چکی ہیں، لیکن اس سے ان کے بچوں کے ادب کی اہمیت کچھ کم نہیں ہوتی، کیوں کہ اس کو بھی انھوں نے اتنی ہی محنت اور کاوش کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے، جتنی محنت اور کاوش کے ساتھ وہ بڑوں کے ادب کو معرض تحریر میں لاتے رہے ہیں۔ لہٰذا اس کی بھی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔

''بچوں کی نظمیں'' میں ڈاکٹر صاحب نے خاصی تعداد میں مختلف عنوانات سے نظمیں شامل کی ہیں، جو سلیس اور رواں زبان میں سریع الفہم انداز میں لکھی گئی ہیں، اور بچوں کی دلچسپی کا بھی پورا پورا خیال رکھا گیا ہے، اس کی بنا پر بچے ان نظموں کو شوق سے پڑھ سکتے ہیں۔ اور نظموں میں جو سبق ان کو دیا گیا ہے، اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں، اس مجموعہ کی ترتیب میں انھوں نے اس قدیم روایت کا بھی لحاظ رکھا ہے کہ اس مجموعہ کی ابتدا حمد اور نعت شریف سے کی ہے تا کہ اللہ اور رسول کی کبریائی اور عظمت کا احساس بچوں کے دلوں میں پیدا ہو جائے۔ اور عمدہ اخلاقی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ان کے دل و دماغ آمادہ ہو جائیں۔

کتاب میں شامل نظموں سے زیادہ مثالیں دینے کی یہاں گنجائش نہیں ہے، ان کے چند عنوانات ضرور ملاحظہ فرمالیں، ان سے بھی اس بات کا بڑی حد تک اندازہ ہو سکتا ہے کہ ان میں کس طرح کے مواد جمع کئے گئے ہیں اور یہ بچوں کے لئے کتنے مفید ہو سکتے ہیں، جو اس طرح ہیں کہ:

''گنتی کا گیت''، ''ہند کو جنت بنائیں دوستو''، ''اے مرے ہند کے نوخیز بہادر بچو''، ''دوہے''، ''اے وطن''، ''ماہ جولائی''، ''مرغا''، ''چڑیا گھر''، ''ریل چلائیں''، ''بادل اور پانی''، ''عید مناؤ'' وغیرہ وغیرہ۔

''گنتی کا گیت'' میں دس تک گنتی کا علم دیا گیا ہے اور ہر گنتی کے ساتھ ایک نصیحت کو بھی جوڑ دیا گیا ہے۔ جیسے:

سب سے پہلے گنتی ایک
کاش کہ سب بن جائیں نیک

ایک ایک ہوتا ہے دو
رات میں کلمہ پڑھ کر سو

چار ایک ہو جائے پانچ
سانچ کو کب آتی ہے آنچ

کئی نظموں میں عام فہم انداز میں سائنسی معلومات بھی کرائی گئی ہے۔ یہ نظمیں ہیں ''بادل

اور پانی''، ''گھڑی'' وغیرہ وغیرہ۔ ان نظموں سے اپنے دور کے سائنسی عہد سے بچوں کو واقفیت بھی ہو جاتی ہے اور ان کے ذہن پر زیادہ بار بھی نہیں پڑتا۔ اس کتاب میں تین چار صفحے پر خاصی تعداد میں دوہے بھی موجود ہیں، جو پند و نصائح کے خزانے ہیں اور ان میں سے دو ایک دوہوں میں فلسفہ اور تصوف سے متعلق ایک پیچیدہ مسئلہ وحدت الوجود پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، مگر اتنے سہج انداز میں ڈالی گئی ہے کہ عامی سے عامی قاری، حتیٰ کہ بچے بھی آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔

دو ایک دوہے آپ بھی دیکھیں:۔

آنا کانی مت کرو ، چھوڑو کام فضول
دیکھو ٹائم ہوگیا ، اب جاؤ اسکول

دریا پیڑ پہاڑ ہو ، سب میں ترا وجود
پتھر ہو یا پھول ہو ، سب میں تو موجود

اس کتاب میں وطنی نظموں کی تعداد زیادہ ہے۔ جن کے ذریعے بچوں کو بھی وطن اور اہل وطن سے محبت کرنے اور آپس میں فرقہ وارنہ ہم آہنگی اور قومی یک جہتی کا بہت عمدہ انداز میں درس دیا گیا ہے۔ فی زمانہ اس کی ضرورت بھی ہے اور اہمیت بھی بہت زیادہ ہے۔ بغیر اس کے ہمارا وطن ترقی کی منزلیں کامیابی کے ساتھ طے نہیں کر سکتا۔

القصہ بچوں کے ادب میں یہ کتاب بڑی اہمیت کی حامل ہے، جو ایسے قاریوں میں ہاتھوں ہاتھ لی جائے گی جو مستقبل کے ستاروں کو روشن دیکھنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر اشفاق احمد اعظمی
(سابق صدر شعبہ اُردو، شبلی پی۔جی۔کالج)
اعظم گڑھ۔ یو۔پی۔
۲/اکتوبر ۲۰۰۲ء

بچوں کی نظمیں

حمد

تو پاک ہے حکمت والا ہے
مولا تو قدرت والا ہے
تو پیدا کرنے والا ہے
تو ہی تو مارنے والا ہے
تو روزی دینے والا ہے
تو سب کا پالنے والا ہے
جز تیرے کوئی معبود نہیں
مولا تو کہاں موجود نہیں
تو سب پہ عنایت کرتا ہے
مولا تو سب کی سنتا ہے

ہے تجھ سے دعا سن لے یارب
ہم پر بھی کرم کردے یارب

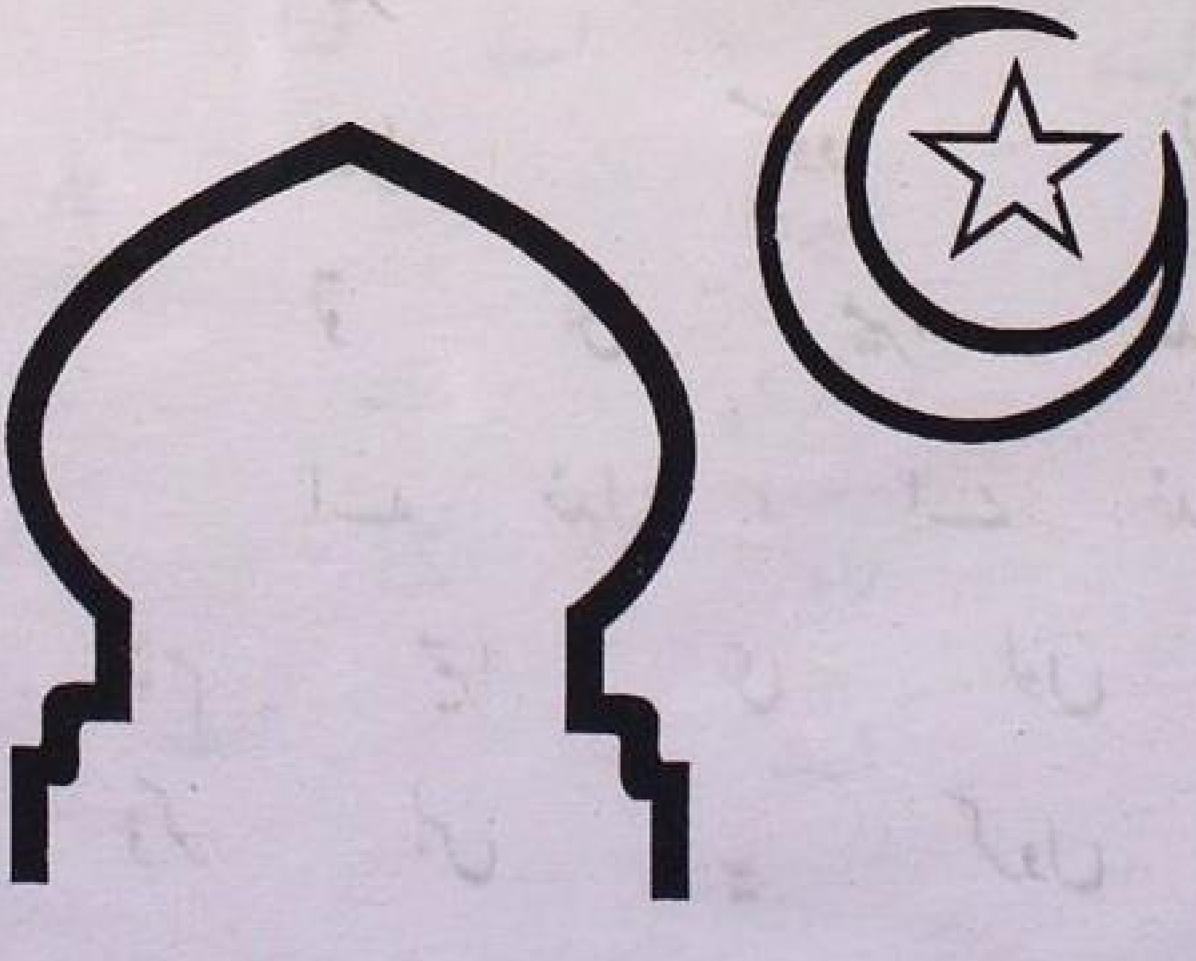

اے خدا

تو ہی آقا مرا
تو ہی مولا مرا
تو ہی داتا مرا
اے خدا ، اے خدا

میرا معبود تو
میرا مسجود تو
تو ہی میرا خدا
اے خدا ، اے خدا

نام تیرا ہی لوں
ذکر بس یہ کروں

تو ہے سب سے بڑا
اے خدا ، اے خدا
میں پریشان ہوں
کتنا حیران ہوں
تجھ کو سب ہے پتا
اے خدا ، اے خدا
سیدھا رستہ چلوں
گمرہی سے بچوں
راہ ایسی دکھا
اے خدا ، اے خدا

میری کشتی چلا
ڈوبنے سے بچا
تو ہی ہے نا خدا
اے خدا ، اے خدا

مری زندگی سے
تیرگی کر دور
عطا کر روشنی
خدا ، اے خدا اے

کون میرا یہاں
مالک دو جہاں

بس تِرا آسرا

اے خدا ، اے خدا

تو ہی سب سے عظیم ہے یارب

تو رحیم و کریم ہے یارب
تو ہی سب سے عظیم ہے یارب
تو ہی صاحب ہے تو ہی آقا ہے
سب سے برتر ہے سب سے بالا ہے
یہ زمیں تیری ، آسماں تیرے
یہ مکیں تیرے ، یہ مکاں تیرے
چاند تارے بنائے ہیں تو نے
پھول سارے کھلائے ہیں تو نے
سب کے دکھ تو ہی دور کرتا ہے
رزق بھی سب کو تو ہی دیتا ہے

ہر برے کام سے بچا مجھ کو
زیور علم سے سجا مجھ کو
نور ایمان کر عطا مجھکو
سیدھا رستہ سدا چلا مجھ کو
میری کشتی ابھار دے مولا
مجھکو بھی اب سنوار دے مولا
سن لے یارب مری دعا سن لے
سن لے یارب مری صدا سن لے
تو رحیم و کریم ہے یارب
تو ہی سب سے عظیم ہے یارب

روشنی مل گئی

آپ کیا مل گئے زندگی مل گئی
دین و دنیا کی ساری خوشی مل گئی

دولتِ دو جہاں کیا کرے گا کوئی
جس کو قسمت سے ان کی گلی مل گئی

جس جگہ آپ نے رکھ دیا ہے قدم
ہر جہاں میں اسے برتری مل گئی

معجزہ آفتابِ نبوت کا ہے
ذرے ذرے کو تابندگی مل گئی

اے شفیقؔ اب ہمیں فکرِ منزل نہیں
راستہ مل گیا روشنی مل گئی

میرے سرکار کی رہنمائی

اللہ اللہ یہ دلربائی
ہے نثار ان پہ ساری خدائی

شاخ طوبیٰ جھکی جارہی ہے
کس نے نعت نبی گنگنائی

فیض حاصل کرے جو بھی چاہے
عام ہے دعوتِ مصطفائی

ان کی شاہد ہیں یٰسین و طٰہٰ
ان کی عظمت پہ نازاں خدائی

بارش نور اللہُ اکبر
بزم کون و مکاں جگمگائی

جب تصور میں آیا مدینہ
آرزو جانے کیوں مسکرائی
ہے شفیقؔ امن عالم کی ضامن
میرے سرکار کی رہنمائی

نانی میری

نانی میری ، نانی میری
کتنی اچھی نانی میری

دور گاؤں میں رہتی ہے وہ
کبھی کبھی ہی آتی ہے وہ

لیکن وہ جب بھی آتی ہے
ساتھ بہت چیزیں لاتی ہے

دودھ ، دہی ، اور گھی لاتی ہے
پیڑا اور برفی لاتی ہے

گاجر اور مولی لاتی ہے
گنا ، گڑ ، رس بھی لاتی ہے

لکڑی کی گاڑی لاتی ہے
مٹی کا ہاتھی لاتی ہے
ہرا ہرا طوطا لاتی ہے
گڈی اور گڈا لاتی ہے
ماں جب مارنے آتی ہے تو
اس سے ہمیں بچاتی ہے وہ
لوری ہمیں سناتی ہے وہ
میٹھی نیند سلاتی ہے وہ
پیار ہمیں کرتی ہے کتنا
اس کی چاہت کا کیا کہنا

مچھر انکل

مچھر انکل عنایت یہ کم تو نہیں
آپ کی ہم سے اُلفت یہ کم تو نہیں

پیار کے گیت مستی میں گاتے ہوئے
آہی جاتے ہیں نغمے سناتے ہوئے

اب تو رہتا ہے ہردم کرم آپ کا
ہم پہ احسان یہ کیا ہے کم آپ کا

سیکولر ذہنیت رکھتے ہیں آپ تو
کوئی ہو ٹوٹ کر ملتے ہیں آپ تو

آپ کو تو کسی سے بھی نفرت نہیں
کون ہے آپ کو جس سے الفت نہیں

کیوں نہ قائم رہے گا بھرم آپ کا
سب پہ رہتا ہے یکساں کرم آپ کا
صرف یہ ہی نہیں سونے دیتے نہیں
چین سے بیٹھنے بھی تو دیتے نہیں
جا کے اب لیٹ جا مت کوئی کام کر
کر کے بیمار کہتے ہیں آرام کر
ہے روا آپ کا ہر ستم کیا کریں
بڑھ رہا ہے ہر اک چارہ کم کیا کریں
جیت پایا نہ کوئی کبھی آپ سے
جیت بھی نہ سکے گا کوئی آپ سے

جس جگہ دیکھئے ذکر بس آج ہے
آپ ہی کا ہر اک سمت اب راج ہے
زندہ باد آفریں ، آفریں آپ کو
مچھر انکل ہے صد آفریں آپ کو

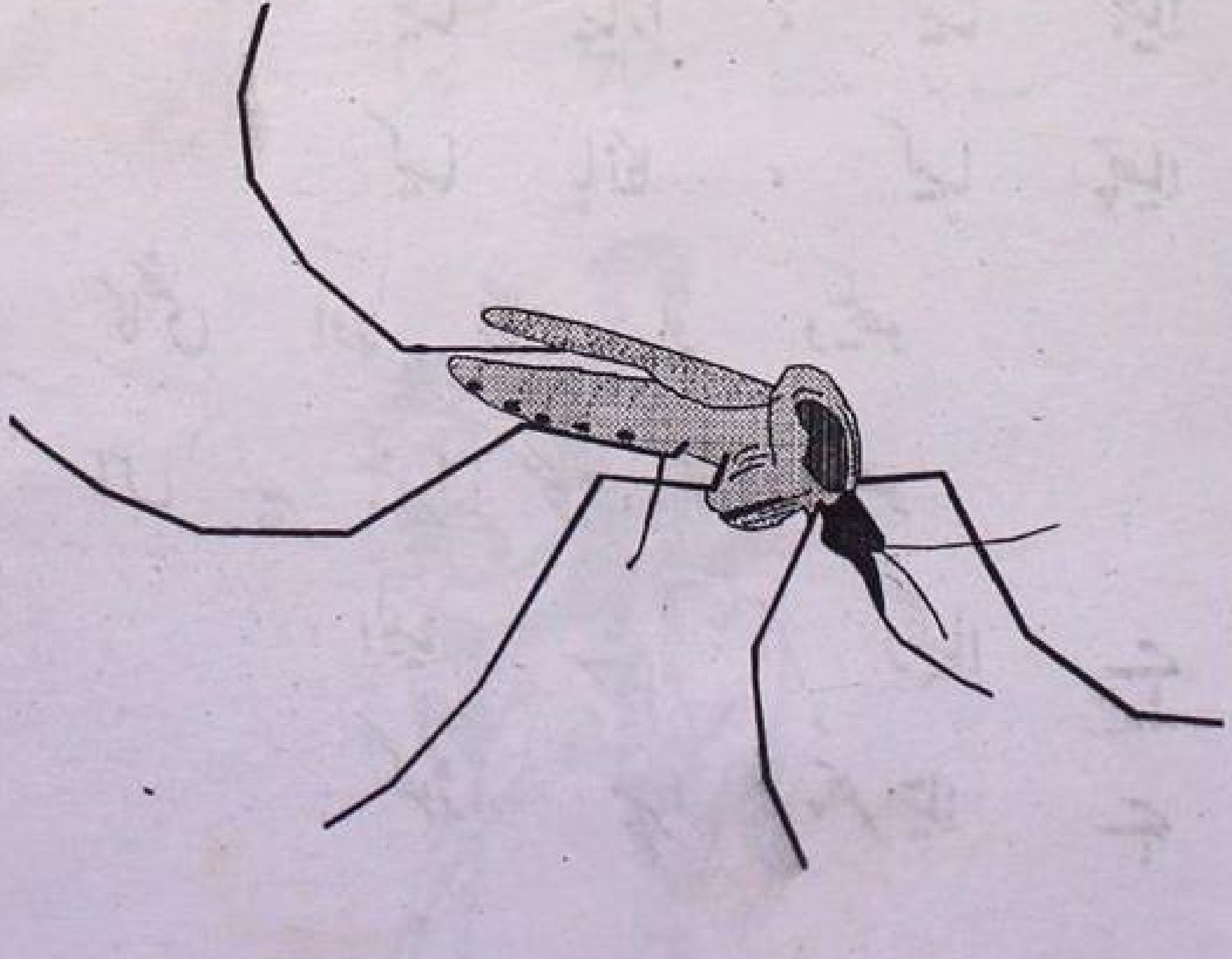

میرا گھوڑا

میرا گھوڑا ، میرا گھوڑا
کتنا اچّھا میرا گھوڑا

کچھ ہے لال ، تو کچھ ہے اجلا
یعنی اس کا رنگ ہے چتلا

کیسا پیارا ، کیسا سجیلا
کیسا بانکا ، کیسا چھیلا

کاٹھی اور لگام تو دیکھو
اس پہ سنہرا کام تو دیکھو

البیلا ہے ، رنگیلا ہے
گھوڑا میرا پُھرتیلا ہے

ہر دم یہ ہشیار ہے رہتا
چلنے کو تیار ہے رہتا
لگتا ہے بس اب یہ دوڑا
دکھتا ہے کہ بس یہ بھاگا
یہ ہے میرا پیارا گھوڑا
سب سے نیارا میرا گھوڑا

بوجھو تو جانوں

۱۔ اک پل کوئی رہ نہیں سکتا
بن اس کے کوئی جی نہیں سکتا
کھانے کو اس کو سب کھاتے ہیں
لیکن دیکھ نہیں پاتے ہیں

۲۔ تین ہاتھ ہوتے ہیں اس کے
پیر مگر بس ...... ایک
لیکن چلتا ہے وہ بھیا
پھر بھی سب سے تیز
چلتے چلتے تھک جاتا ہے
پھر بھی وہیں پڑا رہا ہے

۳- دیکھنے میں وہ کالا ہے
کھانے میں کام آتا ہے
ٹوپی اس کی سدا ہری
سر پر رہتی ہے دھری
اکثر سر پر بیٹھ کر
جاتا ہے وہ شہر شہر
لوگ اسے پھر لے جاتے ہیں
پکا کے اس کو پھر کھاتے ہیں

۴- ہم نے چیز ایک ایسی دیکھی
بات اس میں اک انوکھی دیکھی

کوئی اس کو بھگا نہ پائے
چاہے ہٹانا ہٹا نہ پائے
کوئی اسے تلوار سے کاٹے
یا کوئی بندوق چلائے
پھر بھی اس کو مار نہ پائے

(۱) ہوا، (۲) بجلی کا پنکھا۔
(۳) بیگن (۴) پرچھائیں

بچو روز سویرے جاگو

بچو روز سویرے جاگو
منھ دھوؤ اور جھٹ سے نہا لو

ہے اچھا اٹھنا منھ اندھیرے
چڑیاں بھی اٹھتی ہیں سویرے

نام خدا کا وہ لیتی ہیں
کام کوئی وہ تب کرتی ہیں

تم بھی پہلے نامِ خدا لو
جا کے کہیں تب بستہ کھولو

پہلے دہرا لو آموختہ
کھاؤ تب بسکٹ اور خستہ

امّی کا بھی کہنا مانو
ابو سے بھی دعائیں لے لو
تب اپنے اسکول کو جاؤ
پڑھنے میں جی خوب لگاؤ

اپنے وطن کو سجاؤ

نغمے امن کے گاؤ بچو
یکجہتی کو بڑھاؤ بچو

کینہ ، بغض، عناد ہٹا کر
پیار کو دل میں بساؤ بچو

رستے سے جو بھٹکے ہوئے ہیں
ان کو بھی راہ پہ لاؤ بچو!

اپنے کسی بھی قول و عمل سے
دل نہ کسی کا دکھاؤ بچو!

مانوتا ہے زیورِ انسان
اس کو بھول نہ جاؤ بچو!

حرص و ہوس ہو جس بھی طرح کی
دل میں نہ ہر گز لاؤ بچو!
دیکھو جہل مٹانا ہے تو
علم کی شمع جلاؤ بچو
رستے سے جو بھٹکے ہوئے ہیں
ان کو بھی راہ پہ لاؤ بچو
مشکلیں کتنی بھی راہ میں آئیں
ان سے مات نہ کھاؤ بچو
اور بھی پھول کھلانا ہے تو
اور بھی پیڑ لگاؤ بچو

دیکھو جتنا بھی ممکن ہو
اپنے وطن کو سجاؤ بچو
نام ہو جس سے سارے جہاں میں
کام وہ کر کے دکھاؤ بچو!

برکھا رُت

جب سے برکھا رت آئی ہے
سب نے کیا راحت پائی ہے
بادل اکثر آجاتے ہیں
پھر وہ ہر سو چھاجاتے ہیں
پھر وہ گرجنے بھی لگتے ہیں
اور برسنے بھی لگتے ہیں
جب سے پانی برسنے لگا ہے
دنیا کو سکھ ملنے لگا ہے
خوشی ۔سے شاخیں جھوم رہی ہیں
اک دوجے کو چوم رہی ہیں

کلیاں بھی مسکانے لگی ہیں
گلشن کو مہکانے لگی ہیں
فصلیں لہک رہی ہیں ہر سو
چڑیاں چہک رہی ہیں ہر سو
پودے سب نکھرے ہیں
پتے پتے چمک رہے ہیں
پھل جو لگے تھے بڑھنے لگے ہیں
ان میں سے کچھ تو پکنے لگے ہیں
بچے جواں یا وہ بوڑھے ہیں
چہرے سب کے کھلے ہیں

دیکھو لوگ ہیں کتنے شاداں
سب سے زیادہ خوش ہیں دہقاں
برکھا نہیں ہے نعمت ہے یہ
بچّو! خدا کی رحمت ہے یہ

ہائے رے سردی

پھر آیا سردی کا موسم لوگ ہوئے بے حال
کوئی سوئٹر کوٹ ہے ڈھونڈے کوئی ڈھونڈے شال
سردی تو پہلے بھی پڑی ہے، حد ہے مگرامسال
آنے والے دنوں میں دیں گے اس کی لوگ مثال
پاپا سوئٹر پہنے ہوئے ہیں، اوڑھے ہیں ممّی شال
دادا اوور کوٹ ہیں پہنے ، پھر بھی ہیں بے حال
اونی کمبل اوڑھے ہوئے ہیں ، بچھا ہوا ہے پیال
پھر بھی دادی کانپ رہی ہیں ان کا برا ہے حال
سب سے زیادہ ان کو کرے ہے ، یہ موذی پامال
جو بے چارے وقت کے مارے ، خود ہی ہیں بدحال

ٹھنڈ ہو یا اولا ہو ، بچے کرتے نہیں خیال
ان کا کیا کر لے گی سردی، اس کی کیا ہے مجال

پیارا بھارت

یہ ہے اپنا بھارت پیارا
ساری دنیا سے ہے نیارا
ہندو مسلم ، سکھ ، عیسائی
سب ہیں یہاں پر بھائی بھائی
مندر ، مسجد ، گرجا والا
دیش ہے یہ گورودوارہ والا
لکشمن ، رام اور سیتا والا
رادھا ، کرشن کنہیا والا
صوفی والا ، سنتوں والا
یہ ہے رِشیوں ، مُنیوں والا

نانک والا چشتی والا
پوجا والا ، بھکتی والا

ندیوں اور پہاڑوں والا
جھیلوں والا ، جھرنوں والا

تتلی والا ، بھنوروں والا
باغوں والا ، پھولوں والا

آؤ اور بھی باغ لگائیں
آؤ اور بھی پھول کھلائیں

بچو! اس کو اور سجائیں
اس کی شان کو اور بڑھائیں

یہ ہے اپنا پیارا بھارت
سارے جگ سے نیارا بھارت

دوہے

بندے ہیں جو حرص کے کرتے نہیں خیال
حاصل کرنا چاہئے سب کو رزق حلال

باتیں جو پیاری کرے ، اچھا ہو اسلوب
ہوتا ہے انسان وہ دنیا کو محبوب

ان میں برائی کچھ نہیں ، وہ ہیں کہاں معیوب
جتنی بھی ہیں علتیں سب ہم سے منسوب

دیکھ نہ پائے گر کوئی ، کس کا ہے یہ قصور
جس جانب بھی دیکھئے ، اس کا ہی ہے نور

رات کو کرتا ہے وہی ، تاروں کا اہتمام
دن کو اُجالا بخشنا ، اس کا ہی ہے کام

[stamp]

کاش کہ ایسے عید مناتے

آشاؤں کے دیپ جلاتے
مایوسی کی دھند مٹاتے
ہر سو پیار کی جوت جگاتے
کاش کہ ایسے عید مناتے
ایک ہی گھر کا جانتے سب کو
اک دھاگے میں باندھتے سب کو
قومی یک جہتی کو بڑھاتے
کاش کہ ایسے عید مناتے
اوروں کا دکھ درد سمجھتے
سب کو اپنا بھائی کہتے

بچھڑے ہوئے لوگوں کو ملاتے
کاش کہ ایسے عید مناتے
اِن سے ، اُن سے بیر نہ رکھتے
آپس میں یوں لوگ نہ لڑتے
امن کا بس پرچم لہراتے
کاش کہ ایسے عید مناتے
دل میں کینہ بغض نہ رکھتے
باہم سب مل جل کر رہتے
دوری اور نفرت کو مٹاتے
کاش کہ ایسے عید مناتے

گرمی

جب سے گرمی پڑنے لگی ہے سب کو ہے حیرانی
جس کو دیکھو ڈھونڈ رہا ہے ٹھنڈا پانی
شربت قلفی چاہے کوئی چاہے کوئی لسّی
کوکو کولا چاہے کوئی ، کوئی چاہے پیپسی
سوئٹر کوٹ ہیں بے مصرف اب کیا پہنے گا کوئی
بوجھ سے اب تو لگنے لگے ہیں سبک سبک کپڑے بھی
یہی نہیں کہ اتر چکی ہے دادا کی شیروانی
اب تو ہلکے کپڑوں میں بھی ان کو ہے پریشانی
ندی نالے سوکھ چلے ہیں، کھیت ہیں سوکھے سارے
مرجھائے مرجھائے سے ہیں، پیڑ ہیں جتنے سارے

سوکھ رہے ہیں تال تلیا، سوکھ رہے ہیں گملے
کیا کیجئے گا ہو ہی رہے ہیں لو کے ایسے حملے
ٹھنڈے پانی سے تو اب جی بھرتا نہیں ہے کسی کا
ہو وہ پانی کورے گھڑے کا یا ہو پانی فرج کا
بچے چھوٹے بڑے ہیں جتنے، خوش ہوتے ہیں نہا کر
ذاکر کو دیکھو بیٹھے ہیں پانی کے ٹب میں جا کر
گرمی اور تپش تو بہت ہے لیکن مت گھبراؤ
زیادہ سے زیادہ ٹھنڈی چیزیں، پھل اور سبزی کھاؤ
کھا کر موسمی اور سنترے پیاس کو دور بھگاؤ
نہیں اگر مل پائیں یہ تو تربوزے ہی کھاؤ

یہ بھی دھیان رہے بچو کہ دھوپ سے خود کو بچاؤ
لیکن اتنا بھی نہ ڈرو کہ پڑھنے ہی مت جاؤ

اسکول کی گھنٹی

بج گئی لو اسکول کی گھنٹی
چلو عارفہ ہوگئی چھٹی

اپنا اپنا بستہ پکڑیں
سیدھے گھر کا رستہ ناپیں

پہلے باندھ لو کس کے جوتا
تب پھر لادو پیٹھ پہ بستہ

دکھتے نہیں ہیں انور ، اظہر
کہاں گئے یہ مظہر ، منظر

رُکو انھیں بھی ساتھ میں لے لیں
کہاں ہیں یہ سب ٹھہرو دیکھیں

کیوں یہ بھاگم بھاگ مچی ہے
ایسی بھی کیا جلدی پڑی ہے
چھٹی ہی تو ہوئی ہے بابا
کیوں طوفان مچا ہے اتنا

کتنا شور مچاتے ہیں سب
کتنی گرد اڑاتے ہیں سب
جیسے ہوگئے ہیں سب پاگل
ہوجائے نہ کہیں کوئی گھائل
جانا تو گھر ہی ہے بھائی
کیوں اتنی جلدی ہے بھائی

سب کو گھر ہے جلد پہنچنا
سب کو ہوم ورک ہے کرنا
کیوں ہے پریشانی ان کو ہی
میچ کھیلنا ہے ہم کو بھی
دیکھو بھائی بچ کر چلنا
ٹھوکر کھا کر گر مت پڑنا
کہیں ہاتھ اور پاؤں جو ٹوٹا
پھر تو سمجھو مدرسہ چھوٹا

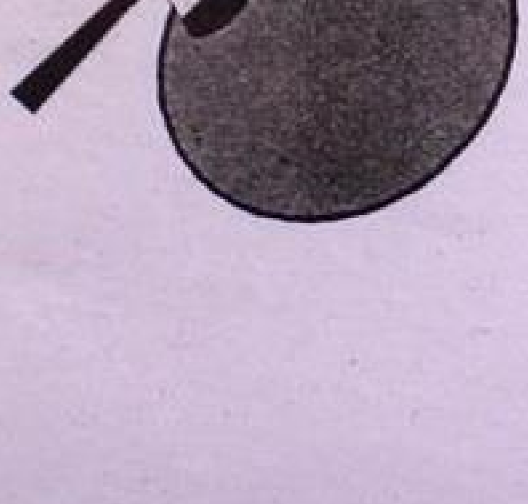

نیک بنو

پیارے بچو نیک بنو تم
اور لاکھوں میں ایک بنو تم

صبح سویرے جب اٹھ جاؤ
پہلے منہ دھوؤ و نہاؤ

جھٹ سے ہوم ورک کر ڈالو
پھر جو سبق ہو وہ دہرا لو

سدا کرو ماں باپ کی خدمت
لازم ہے استاد کی عزت

کبھی کسی کو بھی نہ ستاؤ
سب سے میٹھے بول ہی بولو

جھوٹ سے دور ہی رہنا بچو
کچھ بھی ہو سچ ہی بولنا بچو

بہتر گھر کو صاف ہے رکھنا
اچھا نہیں دیوار پہ لکھنا

بچو وقت کی قیمت جانو
کبھی اسے یوں ہی نہ گنواؤ

بچو روز مدرسے جاؤ
علم کی دولت خوب کماؤ

کب کیا کرنا ہے یہ سوچو

بچو وقت کو دھیان میں رکھو
کب کیا کرنا ہے یہ سوچو
وقت کی اہمیت کو سمجھو
کیا ہے اس کی قیمت جانو
وقت پہ سوؤ ، وقت پہ جاگو
وقت ہی پر تم پڑھنے بیٹھو
سیر کرو یا باہر گھومو
وقت ہی پر تم کھیلو کودو
وقت ہی پر ہر کام کرو تم
وقت ہی پر آرام کرو تم

بچو وقت کو دھیان میں رکھو
کب کیا کرنا ہے یہ سوچو

دادی اماں

میری پیاری دادی اماں
کتنی اچھی دادی اماں

کتنی بھولی تیری صورت
تو ہے ممتا کی اک مورت

مجھکو پیار کرے تو جتنا
کوئی اور کرے نہیں اتنا

روز مجھے نہلاتی ہے تو
کپڑے بھی پہناتی ہے تو

اپنے پاس بٹھاتی ہے تو
کھانا مجھے کھلاتی ہے تو

بسکٹ اور ٹافی دیتی ہے
مجھکو پیسہ بھی دیتی ہے
اچھی باتیں بتاتی ہے تو
دین کا علم سکھاتی ہے تو
قصے کہانی سناتی ہے تو
تھپکی دے کے سلاتی ہے تو
صبح کو ہاتھ میں دے کر بستہ
کہتی ہے بابا جاؤ مدرسہ
پڑھ لکھ کر تم کچھ بن جاؤ
دنیا میں تم نام کماؤ

میرے لئے یہ پیار ہے تیرا
کتنا خیال ہے تجھکو میرا
تیری محبت کا کیا کہنا
تیری چاہت کا کیا کہنا
میری پیاری دادی اماں
سب سے اچھی دادی اماں

رحمتوں کا مہینہ

لو پھر آگیا رحمتوں کا مہینہ
منور کرو نور ایماں سے سینہ
یہی تو ہے رمضان کا وہ مہینہ
سکھاتا ہے جو بندگی کا قرینہ

یہی ماہ ہے جس میں قرآن آیا
خدائے تعالیٰ کا فرمان آیا
عجب تحفہ لے کر یہ مہمان آیا
کہ ہم میں بھی دین اور ایمان آیا

نہ پوچھے کوئی دوستو اس کی عظمت
کہ جس پر رہے اس کے خالق کی رحمت

عبادت اسی کی ہے یارو عبادت
کہ سونا بھی ہے جس کا جزو اطاعت

سنو نام اللہ کا لینے والو
رکھو روزہ اور اپنی قسمت بنا لو

میری بلی

سب سے پیاری میری بلی
سب سے نیاری میری بلی
آدھا کالا ، آدھا اُجلا
یعنی اس کا رنگ ہے چتلا
آنکھیں بھوری اور چمکیلی
مونچھیں اس کی کالی کالی
بھوک اسے جب بھی لگتی ہے
بھاگ کے میرے پاس آتی ہے
میاؤں میاؤں میاؤں کرتی
آکر میرے گرد ہے پھرتی

دودھ بڑے ہی چاؤ سے پیتی
ہے یہ شوق سے چھچھڑے کھاتی
اس کے پنجے ، شیر کے پنجے
دونوں کے پنجے ایک ہی جیسے
جب سے یہ میرے گھر آئی ہے
چوہوں پر دہشت چھائی ہے
جس کو بھی دیکھو دبکا پڑا ہے
چلنا پھرنا بھول گیا ہے
جس نے بھی باہر خود کو نکالا
بن گیا فوراً اس کا نوالہ

جس کو بھی داؤ میں یہ پاتی ہے
جھٹ اس کو چٹ کرجاتی ہے
کوئی کہے اسے شیر کی خالہ
کوئی کہے یہ ہے پرکالہ
لیکن مجھ کو پیاری ہے یہ
کیونکہ بلی نیاری ہے یہ

چڑیا گھر

آؤ چلو چلیں چڑیا گھر
آج وہاں گھومیں گے جی بھر

ہرن چوکڑی بھرتے ہوں گے
بھالو رقص بھی کرتے ہوں گے

بندر پیڑ پہ چڑھتے ہوں گے
شاخ پکڑ کر جھولتے ہوں گے

سارس ، مور ، پپیہے ہوں گے
طوطے ہوں گے ، بگلے ہوں گے

وہ جو درندے کئی وہاں ہیں
بند ہیں سب آزاد کہاں ہیں

ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے
قید ہے چاہے کوئی کہیں ہے
شیر ، بھیڑیے ، چیتے ، اجگر
سب کے وہاں ہیں الگ الگ گھر
آج انھیں دیکھا جائے گا
بچو خوب مزا آئے گا

بچو میرے پیارے بچو

اے بچو مرے ، پیارے بچو
بچو میرے ، پیارے بچو
تم قوم کے لعل و جواہر ہو
تم اپنے وطن کی دولت ہو
تم پڑھ لکھ کر کچھ بن جاؤ
تم ملک و وطن کے کام آؤ
تم دیش کی خاطر جیو مرو
ہو جاؤ امر کچھ ایسا کرو
خواہش ہے مری فولاد بنو
گاندھی ، نہرو ، آزاد بنو

بسملؔ ، جوہرؔ ، اشفاقؔ بنو

تم بوسؔ ، تلک مہراجؔ بنو

تم بنو بھگتؔ سنگھ اور ٹیپوؔ

تم ویر حمیدؔ ، عثمانؔ بنو

تم بنو پٹیلؔ اور ابوالکلامؔ

ہاں تم شیکھرؔ آزاد بنو

سرسیدؔ ، غالبؔ ، میرؔ بنو

تم شبلیؔ ، میر انیسؔ بنو

تم جوشؔ بنو ، سردارؔ بنو

حالیؔ ، چکبستؔ ، اقبالؔ بنو

تم دیس کے اپنے گن گاؤ
تم اپنے وطن کے گیت لکھو
تم اظہؔر ، کیفؔ اور کپلؔ بنو
دنیا میں وطن کا نام کرو
بچو میرے ، پیارے بچو
اے بچو مرے ، پیارے بچو

شانِ وطن بڑھاؤ

پھول چمن میں کھلاؤ بچو
شانِ وطن بڑھاؤ بچو
تاریکی کو بھگاؤ بچو
علم کی شمع جلاؤ بچو
بھٹکے ہوئے ہیں راہ سے جو بھی
ان کو بھی راہ پہ لاؤ بچو
آپس میں یہ دوری کیسی
فرق دلوں کا مٹاؤ بچو
ہندو ہو یا وہ مسلم ہو
سب کو گلے لگاؤ بچو

دھند یہ کیسی ہے چہروں پر
مایوسی کو بھگاؤ بچو
نور مسرت کا پھیلا کر
رنج و الم کو مٹاؤ بچو
دل ہیں شکستہ غم سے جن کے
ان کو بھی تو ہنساؤ بچو
ہوگا دور اندھیرا ہوگا
شمعِ وفا تو جلاؤ بچو
صرف اور صرف خدا کے آگے
اپنے سر کو جھکاؤ بچو

واہ کیا سائیکل ہماری ہے

کتنی البیلی ، کتنی پیاری ہے
واہ کیا سائیکل ہماری ہے
دیکھو کیسی یہ زیب دیتی ہے
اس کی گھنٹی بھی خوب بجتی ہے
ایک پیڈل میں آگے بڑھتی ہے
پھر ہوا سے یہ بات کرتی ہے
کچھ نہ کھاتی ہے، کچھ نہ پیتی ہے
دور تک یوں ہی چلتی جاتی ہے
اپنے اوپر یہ جب بٹھاتی ہے
کیسی کیسی ڈگر دکھاتی ہے

باغ کی سیر بھی کراتی ہے
پارک میں بھی ہمیں گھماتی ہے
ہم اسی پر مدرسے جاتے ہیں
پیچھے ذاکر کو بھی بٹھاتے ہیں
کتنی البیلی ، کتنی پیاری ہے
واہ کیا سائیکل ہماری ہے

تتلیاں

کیا خوب تتلیاں ہیں
کیا خوب تلیاں ہیں

کیسی ہیں نیاری نیاری
ہیں کتنی پیاری پیاری

پر ان کے خوشنما ہیں
کیسے یہ خوش ادا ہیں

رنگین پنکھیاں ہیں
جیسے کہ کہکشاں ہیں

پھولوں کی انجمن میں
پھرتی ہیں یہ چمن میں

ڈالی پہ بیٹھتی ہیں
کلیوں کو چومتی ہیں
پھولوں سے کھیلتی ہیں
رَس ان کا چوستی ہیں
ان کی طرف جو لپکیں
چاہیں کہ ان کو پکڑیں
یہ اُڑ کے بھاگتی ہیں
ہر دم یہ جاگتی ہیں
دوڑو نہ ان کے پیچھے
بیکار ہے بھتیجے

اب چھوڑو ان کا پیچھا
کوئی نہیں نتیجا
کہنا ہمارا مانو
بس دور ہی سے دیکھو

غضب کی ٹھنڈ

کیسی غضب کی اف سردی ہے
اب کے تو اس نے حد کردی ہے
دن بھی ٹھنڈے ، رات بھی ٹھنڈی
تنگ آگئے ہیں اب سب ہی
جھونکے ہوا کے چلنے لگے ہیں
اور ستم یہ کرنے لگے ہیں
ایک مصیبت اور ہے آئی
چاروں جانب کہر ہے چھائی
کام نہ آئے کچھ سوئٹر ہی
پڑنے لگے ہیں کم کمبل بھی

لوگ انگیٹھی تاپ رہے ہیں
پھر بھی تھر تھر کانپ رہے ہیں
ٹھنڈ بہت ہے بچنا لیکن
اتنا دھیان بھی رکھنا لیکن
بچو ٹھنڈ کا کرکے بہانہ
بند نہ ہو اسکول کا جانا

بکری میری

میری بکری سب سے اچھی
سیدھی سادی بھولی بھالی
کتنی ہے وہ نیاری نیاری
مجھ کو ہے بے حد وہ پیاری
دیکھتے ہی وہ میں میں کرتی
دوڑ کے میرے پاس ہے آتی
میں اس کو جو بھی دیتا ہوں
چاول اور روٹی دیتا ہوں
چوکر ہو یا ہو وہ بھوسی
سب ہے بڑے ہی چاؤ سے کھاتی

سیر کو جب بھی میں جاتا ہوں
ساتھ اسے بھی لے جاتا ہوں
میرے ساتھ یہ باغ میں جائے
وہاں پہ خوب یہ گھومے دوڑے
گھاس وہاں پر چرتی ہے وہ
پتے جم کر کھاتی ہے وہ
آ کر گھر اپنے بچوں کو
دودھ پلا لیتی ہے جب وہ
اس کے بعد دوہتا ہوں میں
خود بھی تھوڑا پیتا ہوں میں

تھوڑا ذاکر کو دیتا ہوں
تھوڑا شاکر کو دیتا ہوں

خوب مزے سے پیتے ہیں وہ
بہت ہے میٹھا کہتے ہیں وہ

دودھ ہی کچھ اس کا ایسا ہے
پیتا ہے جو بھی خوش ہوتا ہے

دودھ تو بچو اک نعمت ہے
جس کو ملے وہ خوش قسمت ہے

ایک بچی کی فریاد

ممّی میں بھی جاؤں گی پڑھنے
ممّی میں بھی جاؤں گی پڑھنے

جیسا بستہ ہے بھیا کا
ویسا ہی میرا بھی ہو بستہ

بھیا سا ہو ڈریس بھی میرا
چاہیۓ مجھکو بھی جوتا ، موزہ

ممّی میں ابھی چھوٹی ہوں تو کیا
ممّی میں لڑکی ہوں تو کیا

بھیا کا ہے پڑھنا ضروری
پڑھنا نہیں کیا میرا ضروری

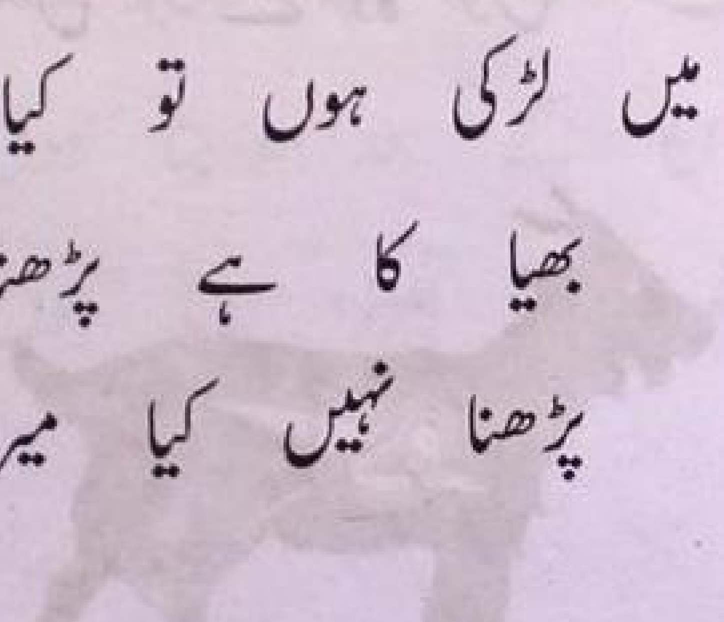

صبح سویرے اٹھ جاؤ گی
تیاری میں سب کرلوں گی
مانا کہ ہے کچھ دور مدرسہ
لیکن کیوں ہو تردد اس کا
بس تو وہاں تک جاتی ہی ہے
اور وہاں سے آتی بھی ہے
بس ہی میں میں جایا کروں گی
پھر بس ہی میں آیا کروں گی
روزانہ پڑھنے جاؤں گی
ہوگا سبق جو یاد کروں گی

ہوم ورک بھی کروں گی میں تو
محنت خوب کروں گی میں تو
پڑھ لکھ کر عالم میں بنوں گی
پھر میں علم کو عام کروں گی

دوہے

سارا جگ مل کر اگر کرنے لگے بیان
پھر بھی یا آقا مرے تیرا نہ ہو بکھان

چاند ستارے سب کے سب تیرے ہی ہیں ادھین
تیرے ہی سب آسماں ، تیری ہی یہ زمین

دریا ، پیڑ ، پہاڑ ہو سب میں ترا وجود
پتھر ہو یا پھول ہو ، سب میں تو موجود

شام میں تو آئے نظر ، صبح میں تیرا ظہور
چار طرف بکھرا ہوا ، تیرا ہی ہے نور

مولا کرتا ہے تو ہی ، سب کے دکھ کو دور
میری بھی سن لے صدا ، میں بھی ہوں مجبور

دوستو

آؤ کچھ کر کے دکھائیں دوستو
ہند کو جنت بنائیں دوستو

اب اندھیرے کا نہ ہو نام و نشاں
علم کی شمعیں جلائیں دوستو

عزم پختہ ہو عمل کی راہ میں
غم جو ہو ہنس کر اٹھائیں دوستو

منزلیں آسان ہوں سب کے لئے
راستہ ایسا بنائیں دوستو

لالہ و گل مسکرائیں ہر طرف
اس طرح گلشن سجائیں دوستو

پیکرِ گیتی کو دے کر رنگِ نو
عظمتِ ہستی بڑھائیں دوستو
وقت کی رفتار بھی ہو شرمسار
یوں قدم آگے بڑھائیں دوستو
شادمانی چوم لے بڑھ کر قدم
نقشِ غم ایسا مٹائیں دوستو
ہے شفیقِ اعظمی کی یہ دعا
ابرِ رحمت بن کے چھائیں دوستو

بہادر بچو

اے مرے ہند کے نوخیز بہادر بچو
دیش کے واسطے کچھ کرنا ہے تو یہ سُن لو
جہدِ پیہم ہی سے جھکتی ہے پہاڑوں کی جبیں
تیری محنت ہی تو ہے تیری اُمنگوں کی امیں
تیرا ایماں ہو چمکتے ہوئے تاروں کی طرح
فکر ہو تیری تروتازہ بہاروں کی طرح
امن کا راگ ہر اک ساز پہ چھیڑا جائے
پیار کا گیت ہی ہر گام پہ گایا جائے
بس یوں ہی کالی فضاؤں کو اجالا بخشو
خار کے بدلے جہاں والوں کو لالہ بخشو

اپنی منزل کی طرف وقت کو موڑو تو سہی
جبر کے شیشۂ پندار کو توڑو تو سہی
اس طرح روز نئی صبح بلا سکتے ہو
ہر بیاں کو چمن زار بنا سکتے ہو

ریل چلائیں

آؤ اب ہم کھیلیں کھیل
مل کر سب بن جائیں ریل
انُو تم انجن بن جاؤ
آؤ سب سے آگے آؤ
اس کے بعد عارفہ رہے گی
پھر اس سے صالحہ جُڑے گی
کاشف ، عاکف ، ارحم ، ارقم
دیکھو ذاکر ہو نہ برہم
ثانیہ اور جمشید کو لے لو
ان کو بھی لائن میں جوڑو

اک کے بعد اک سب لگ جائیں
یعنی سب ڈبے بن جائیں
سونو تم جھنڈی دکھلاؤ
رازق تم ٹی سی بن جاؤ
مل کر کھیلیں اور کھلائیں
چھک چھک ، چھک چھک ریل چلائیں

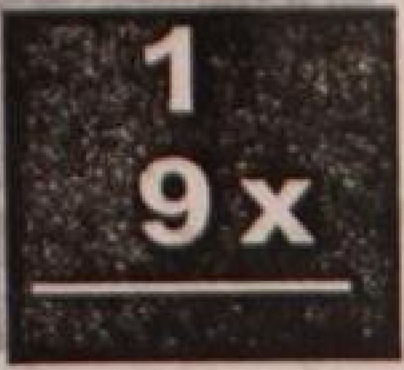

گنتی کا گیت

سب سے پہلے گنتی ایک
کاش کہ بن جائیں سب نیک

ایک ایک ہوتا ہے دو
رات میں کلمہ پڑھ کر سو

دو اور ایک ہوگئے تین
اتر جائے ہر دل میں دین

تین ایک ہوتے ہیں چار
جھوٹوں پر اللہ کی مار

چار ایک ہوجائے پانچ
سانچ کو کب آتی ہے آنچ

پانچ کے بعد آتا ہے چھ
دکھ ہو جو بھی ہنس کر سہہ

چھ کے بعد کی گنتی سات
سچ بولو دن ہو یا رات

سات کے بعد آئے گا آٹھ
سب کو پڑھاؤ پیار کا پاٹھ

آٹھ اور ایک ہوگیا نو
صرف لگاؤ خدا سے لو

نو کے بعد آگیا دس
سبق آج کا یہیں پہ بس

بچوں کے دوہے

آنا کانی مت کرو چھوڑو کام فضول
دیکھو ٹائم ہوگیا ، اب جاؤ اسکول

پڑھنا لکھنا چھوڑ کر ، کرو نہ ایسی بھول
آم کہاں سے کھاؤ گے ، بوؤ گے جو ببول

جیسا کرو گے پاؤ گے، کیوں جاتے ہو بھول
آم کہاں سے کھاؤ گے بوؤ گے جو ببول

ہوتا ہے سنسار میں ، سب کا ایک اصول
چاہے صبح میں اٹھنا ہو، یا سونے کا معمول

اپنی کیا اوقات ہے جو جاتے ہیں بھول
چاٹنی پڑتی ہے انھیں ہر میدان میں دھول

DARUL MUSANNEFIN SHIBLI ACADEMY AZAMGARH U.P.
دار المصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڈھ، یوپی

بچوں کے دوہے

کینہ بغض کو چھوڑ کر ، کرو محبت عام
شہر میں اپنے ہی نہیں ، ہوگا جگ میں نام

دیکھو کارِ فضول میں وقت کرو نہ تمام
اچھے بچے رکھتے ہیں ، اپنے کام سے کام

ہمیں نہیں اے لاڈلو، وقت کے سب ہیں غلام
گھر اب چلنا چاہئے ، دیکھو ہوگئی شام

دنیا کی بھی ریت ہے ، قدرت کا بھی نظام
سب میں افضل ہوگا جو ، وہی بنے گا امام

جاؤ کسی کے پاس تو ، پہلے کرو سلام
تب جا کر ان سے کرو ، بچو کوئی کلام

[stamp]

چوہیا

آئے چوہیا جائے چوہیا
سرپٹ دوڑ لگائے چوہیا
دیکھ کے کھانے کی چیزوں کو
دور ہی سے للچائے چوہیا
ہر دم یہ چوکنّی رہ کر
اپنا کام چلائے چوہیا
مل جائے کھانے کو اگر کچھ
کتر کتر کر کھائے چوہیا
ذرا بھی آہٹ ہوئی نہیں کہ
پھر نہ وہاں رک پائے چوہیا

کبھی کبھی تو اچھل کود کر
کرتب بھی دکھلائے چوہیا
اگر پکڑنے کو دوڑیں تو
فوراً چھو ہو جائے چوہیا
پھر جا کر بل میں سے جھانکے
پھر بل میں گھس جائے چوہیا

جب سے موئی گرمی ہے آئی

روزی بولی ببلو بھائی
جب سے موئی گرمی ہے آئی
چاروں طرف لو چلنے لگی ہے
دھرتی توے سی جلنے لگی ہے
کیسی غضب کی دھوپ ہے باہر
گھر سے نکلنا بھی ہے دوبھر
پھلواری بھی سوکھتی جائے
پھول ہیں سب کے سب مرجھائے
بجلی بھی جب کٹ جاتی ہے
اکثر جلدی نہیں آتی ہے

سونو ، مونو ہوں یا افشاں
گرمی سے تو سب ہیں پریشاں
کمرے کی کھڑکی ہیں کھولے
پھر بھی ہیں جینے کے لالے
گرمی کا آزار الگ ہے
مچھر کی یلغار الگ ہے
لاکھ یہ آئس کریم کھلائے
لمکا اور پیپسی بھی پلائے
کہنے لگے ہیں اب تو سب ہی
اس سے تو اچھا تھا جاڑا ہی

جُھولا

کبھی اوپر کو جاتا ہے
کبھی نیچے کو آتا ہے
مسلسل اس طرح سے یہ
ہمیں چکر کھلاتا ہے
کبھی ہم جارہے ہیں
لگتا ہے پاتال کی جانب
کبھی محسوس ہوتا ہے کہ
ہم آکاش چھولیں گے
کئی بیٹھے اسی میں
جھومتے ہیں اور گاتے ہیں

کئی تو خوف سے روتے ہیں
اور چلانے لگتے ہیں
ابھی تو کل ہی اس میں
عارفہ بھی آکے بیٹھی تھی
چلا تھا جب یہ اُوپر کو
تو وہ زوروں سے روئی تھی
شبینہ ہم سے چپکی تھی
ادیبہ سہمی سہمی تھی
برا تھا حال انو کا
بندھی سونو کی گھگھّی تھی

بھلے ہی بیٹھ کر سے اس میں
اگر کچھ بچے ڈرتے ہوں
مزے کی چیز ہے پھر بھی
یہ یارو اپنا جُھولا بھی

بادل اور پانی

ایک دن مّمی سے اپنی بولے بابو لاڈلے
اک سوال یہ بھی ہے مّمی پوچھتا ہوں آپ سے
مجھکو یہ بتلایئے بادل کہاں سے آتے ہیں
اور اپنے ساتھ یہ پانی کہاں سے لاتے ہیں
مّمی بولی آؤ بیٹھو پاس بتلاؤں تجھے
پانی اور بادل کا ہے کیا راز سمجھاؤں تجھے
جب بہت گرمی بڑھانے لگتا ہے یہ آفتاب
بھاپ کا تب روپ لینے لگتا ہے پانی شتاب
بھاپ اوپر جا کے جب بن جاتی ہے بادل کی شکل
کرتی ہے تب جا کے یہ پانی کے برسانے کا شغل

کیوں ہے تو حیراں تعجب ہے تجھے کس بات کا
بیٹے یہ ادنیٰ کرشمہ ہے خدا کی ذات کا

گھڑی

ٹک ٹک گیت سناتی ہے
ساتھ ہی وقت بتاتی ہے
تبھی گھڑی کہلاتی ہے

کھیلنے کی ہے مہلت کب تک
پاپا گھر آئیں گے کب تک
ہوم ورک کرنا ہے کب تک

سب کچھ یہ بتلاتی ہے
تبھی گھڑی کہلاتی ہے

صبح میں ہم کو کب اٹھنا ہے
پڑھنے مکتب کب جانا ہے

انٹرول کب ہوگا بھائی
شام کو چھٹی ہوگی کب تک
ہر اک وقت بتاتی ہے
تبھی گھڑی کہلاتی ہے
دادا کی وہ جیب گھڑی ہو
یا بھائی کی ہاتھ گھڑی ہو
ممّی کی دیوار گھڑی ہو
ہر اک کا بس وصف یہی ہے
وقت ہے کیا بتلاتی ہے
تبھی گھڑی کہلاتی ہے

سردی کا موسم

سردی کا موسم پھر آیا
کتنے مسائل ساتھ ہے لایا
اونی کمبل لانے ہوں گے
کتنے لحاف سلانے ہوں گے

گرم گرم بستر ہے ضروری
سب کے لئے سوئٹر ہے ضروری

ٹھنڈ ہے کہ بڑھتی ہی جائے
کام اپنا کرتی ہی جائے
اک تو ستم بدلی ہے چھائی
دوجے ہوا بھی ہے بولائی

چہروں پر زردی ہے چھائی
ڈھونڈ رہے ہیں سب گرمائی
ڈیڈی نے اوور کوٹ نکالا
ممّی نے اپنی اوڑھی دلائی
تھر تھر تھر تھر کانپ رہے ہیں
لوگ انگیٹھی تاپ رہے ہیں
موسم کتنا بھی ہو سہانا
مشکل ہوجاتا ہے نہانا
پچھوا چلے ، چلے یا پُروا
بچوں کو اس سے مطلب کیا

دن اور رات یہ لاکھ ہیں ٹھنڈے
ان کے لئے ہیں پھر بھی اچھے
کہتے پھرتے ہیں یہ سب سے
جو بھی ملے بس کھاؤ ڈٹ کے

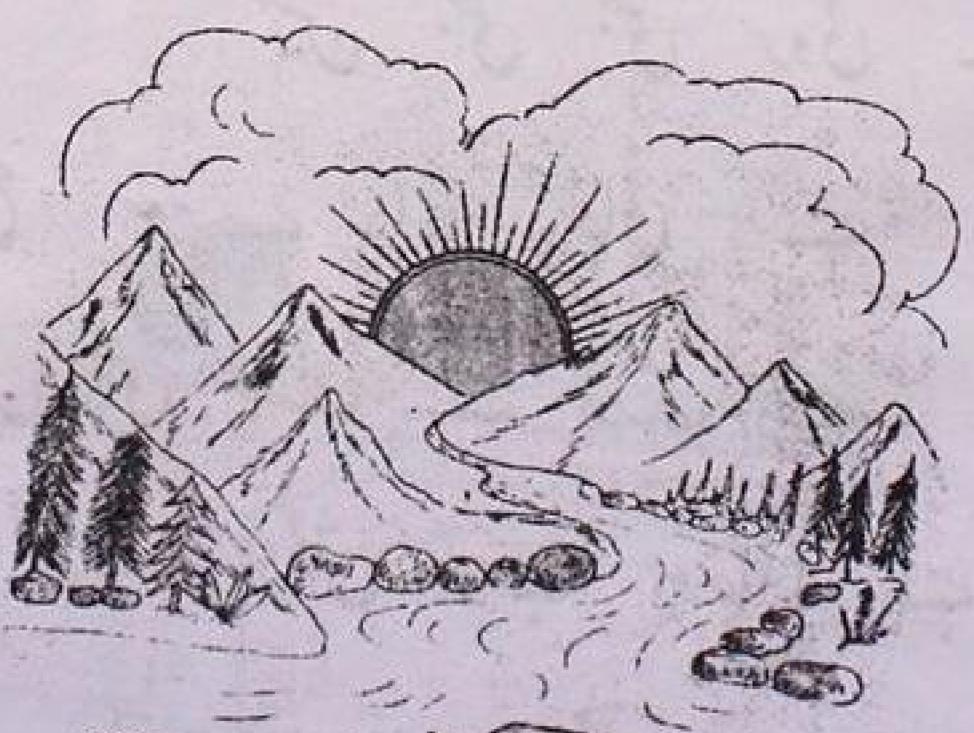

ادیبہ

میری پیاری پیاری ادیبہ
کتنی ہے یہ نیاری ادیبہ
اپنی ممّی کی ہے دلاری
اپنے ڈیڈی کو بھی پیاری
دادی کے سنگ سوتی ہے وہ
نہیں کبھی بھی روتی ہے وہ
صبح سویرے اٹھ جاتی ہے
برش بھی جھٹ سے کرلیتی ہے
فریش جب ہوجاتی ہے نہاکر
دودھ وہ پیتی ہے تب جاکر

تھوڑی دیر ٹہل لیتی ہے
پھر وہ ڈریس بدل لیتی ہے
کھاتی ہے تب ڈٹ کر خستہ
اور چلی جاتی ہے مدرسہ
میری پیاری پیاری ادیبہ
کتنی ہے یہ نیاری ادیبہ

پھولوں کا پیغام

ہم پھول ہیں ننھے گلشن کے
اجلے تن کے ، سچے من کے

ہم دھوپ اور گرمی سہتے ہیں
کانٹوں کے ساتھ بھی رہتے ہیں

غم ہم پہ گزرتے رہتے ہیں
ہم پھر بھی ہنستے رہتے ہیں

بے خوف جہاں سے کہتے ہیں
مشکل سے ہم کب ڈرتے ہیں

مانا کئی رنگ کے ہوتے ہیں
پھر بھی اک ڈور میں بندھتے ہیں

چاہت کی طرف رخ موڑتے ہیں
ہم ٹوٹے دلوں کو جوڑتے ہیں
جینے کا ہنر ہم سے سیکھو
دیکو مل جُل کے رہو بچو

برسات

جب سے برکھا رت آئی ہے
کیسی ہریالی چھائی ہے
پودے سب نکھرے نکھرے ہیں
ڈالی ڈالی پھول کھلے ہیں
چلنے لگی ہیں مست ہوائیں
مہک اٹھی ہیں ساری فضائیں
پیار کے گیت پپیہے گائیں
کوئل میٹھے بول سنائیں
آئے دن اب پانی برسے
بادل گرجے، بجلی کڑکے

ایسا اب کے برسے ہے بادل
تال پوکھرے ہو گئے جل تھل

تال سے مینڈک نکل نکل کر
کرنے لگے ہیں ٹر ٹر ٹر ٹر

کہتے ہیں اب تو ننھے منظر
جائیں پڑھنے چھتری لے کر

دیکھتے ہیں اب جس سو ناظر
ہیں پاتے دلکش ہی مناظر

اے وطن

اے وطن ، اے وطن
نیارے نیارے وطن
جاں سے پیارے وطن
تجھ پہ قربان ہم

تیری ساری زمین
کس قدر ہے حسیں
کوئی ثانی نہیں
تجھ پہ قربان ہم

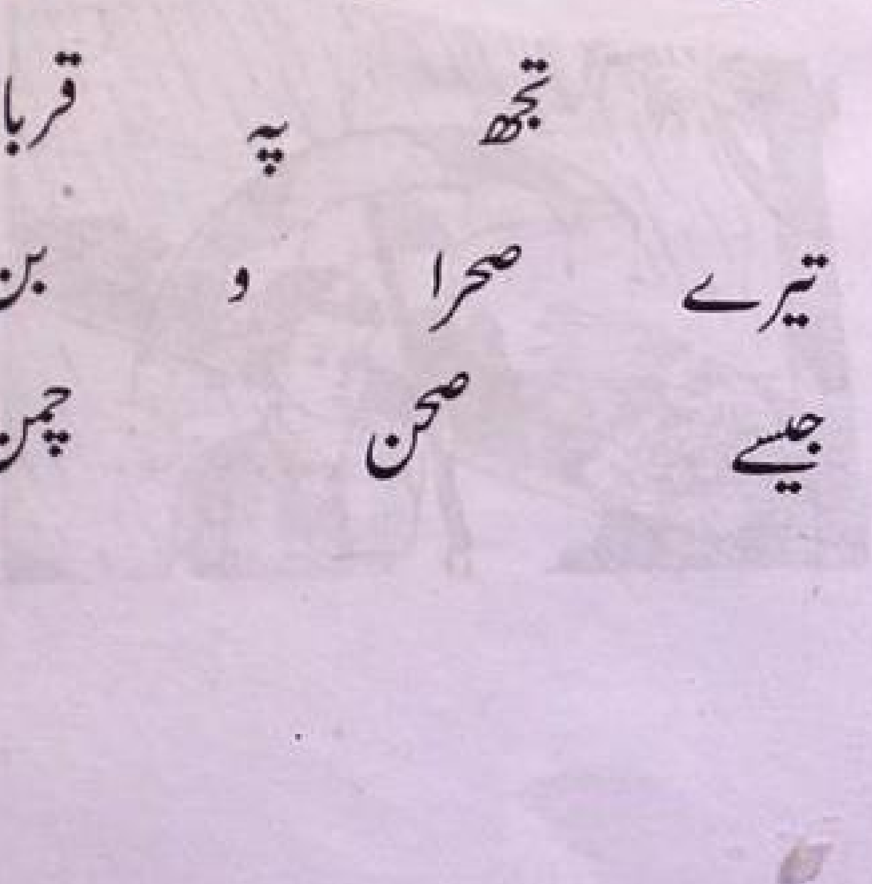

تیرے صحرا و بن
جیسے صحن چمن

کیسا ہے بانکپن
تجھ پہ قربان ہم

بہتی یہ ندّیاں
جھومتی کھیتیاں
خوشنما وادیاں
تجھ پہ قربان ہم

آنچ آئے کوئی
تجھ پہ اے جاں مری
ایسا ہو جو کبھی
تجھ پہ قربان ہم

ڈھال بن جائیں گے
زخم ہم کھائیں گے
تیرے کام آئیں گے
تجھ پہ قربان ہم
سارے عالم میں تو
بس رہے سرخرو
ہے یہی آرزو
تجھ پہ قربان ہم

مرغا

کابک سے جوں نکلے مرغا
سیدھے لان پہ آئے مرغا
چال بدل جاتی ہے اس کی
شان مین جب آجائے مُرغا
گردن اونچی کرکے اکثر
کوں کگڑوں گوں بولے مُرغا
ہرا ، لال ، بیگنی ، سنہرا
ہر ایک رنگ میں بھائے مُرغا
کیسا پیارا پیارا لگے جب
ہولے ہولے ڈولے مُرغا

صبح سویرے اٹھ کر بچّو!
بانگ روز ہی دیوے مُرغا
ٹائم کی پابندی دیکھو
لیٹ کبھی نہ ہووے مُرغا
گھڑی پاس میں نہیں ہے لیکن
صحیح وقت بتلائے مُرغا
دانہ ، دُنکا ، چاول ، روٹی
ہنسی خوشی سب کھائے مُرغا
اپنی انا کی خاطر اکثر
مرغے سے لڑجائے مرغا

اُلّو جب پڑھتا ہی نہیں ہے
کیوں نہ بنایا جائے مُرغا

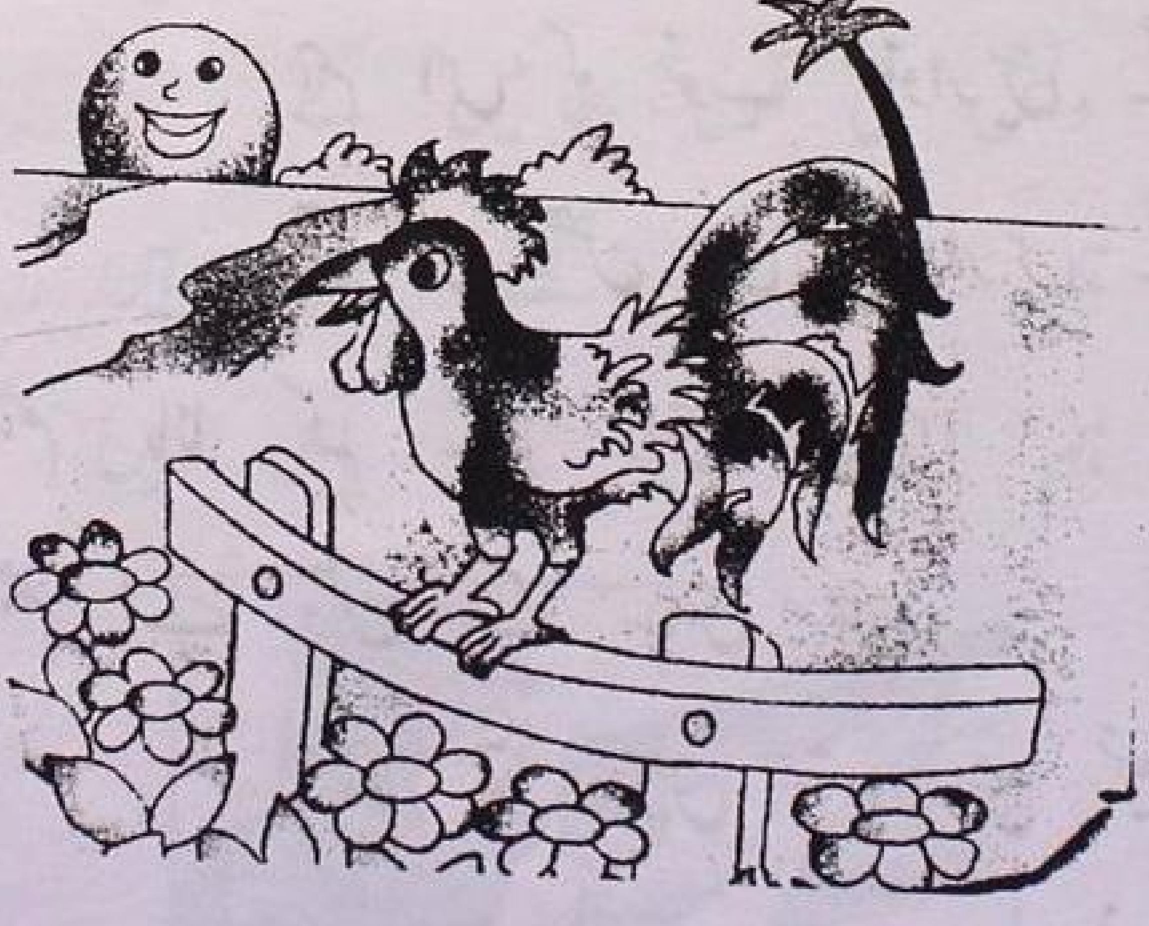

ہم اپنے وطن کے سپاہی ہیں

یہ بھارت دیش ہمارا ہے
ہم سب کی آنکھ کا تارا ہے
یہ کتنا پیارا پیارا ہے
ساری دنیا سے نیارا ہے
ہم اس کو خوب سنواریں گے
تن من دھن اس پر واریں گے
ہم مانا کہ ننھے راہی ہیں
ہم اپنے وطن کے سپاہی ہیں
جھکنا تو ہمیں آتا ہی نہیں
رکنا تو ہمیں آتا ہی نہیں

طے مرحلے کرتے جائیں گے
ہم آگے ہی بڑھتے جائیں گے
کوئی ٹیڑھی نظر سے دیکھے گا
کوئی اس کا برا جو چاہے گا
ہم اُس کو مار بھگائیں گے
اور دیش کی آن بچائیں گے
ہم مانا کہ ننھے راہی ہیں
ہم اپنے وطن کے سپاہی ہیں

اک دن اُلّو بنا ماسٹر

ایک دن الو بنا ماسٹر
آیا چھڑی ہاتھ میں لے کر

اور وہاں پر جو بچے تھے
عمر میں زیادہ تر کچّے تھے

کچھ نہیں وہ پڑھتے لکھتے تھے
بس دن بھر کھیلا کرتے تھے

الو کا آنا انھیں نہ بھایا
کچھ بچوں نے شور مچایا

اس نے مگر ہمت نہیں ہاری
سب کو بٹھایا باری باری

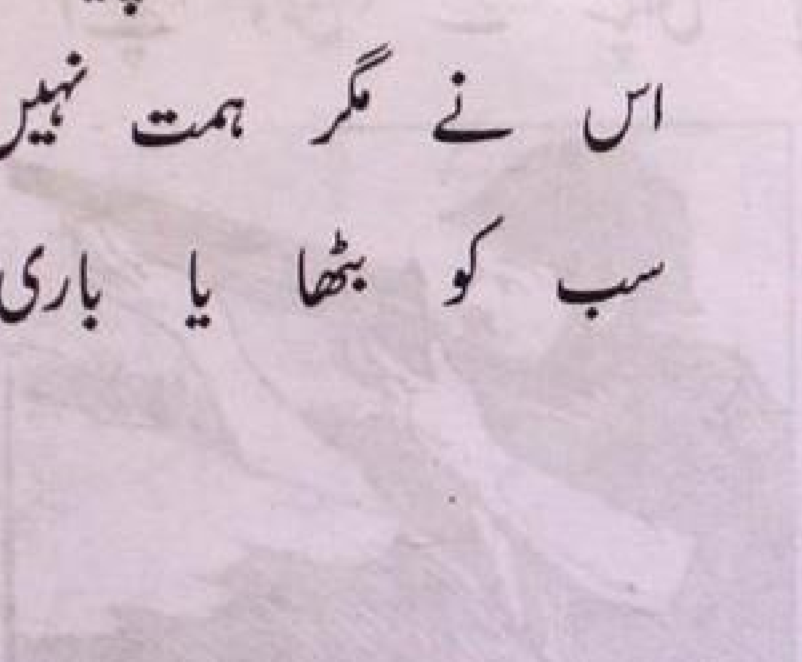

خود وہ بلیک بورڈ پر آیا
الف سے ی تک لکھ ڈالا
گنتی ، پہاڑہ ، جوڑ گھٹانا
اک ایک کر کے سب سمجھایا
جینے کی تدبیر بتائی
علم کی اہمیت سمجھائی
جو بچے پڑھتے لکھتے ہیں
جیون میں وہ سکھ پاتے ہیں
اور جو ان پڑھ رہ جاتے ہیں
پھر تو سدا وہ پچھتاتے ہیں

کھیل میں اتنا دل نہ لگاؤ
پڑھو لکھو کچھ بن کے دکھاؤ

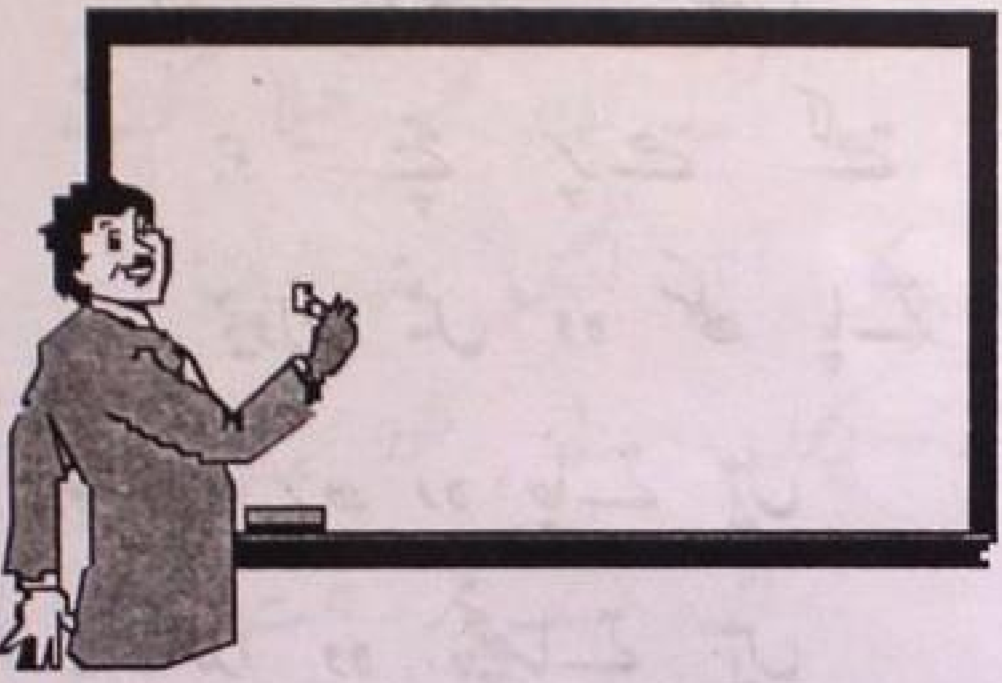

چندا ماما

چندا ماما آؤ نا
میری چھت پر آؤ نا
ساتھ میں اپنے دودھ بتاشہ
زیادہ زیادہ لاؤ نا
بیت گیا دن آئے نہیں تم
رات میں بھی کیا نہیں آؤ گے
چھت پر میری ساتھ بیٹھ کر
دودھ بتاشہ نہیں کھاؤ گے
کب سے تجھ کو ڈھونڈ رہا ہوں
راہ میں تیری دیکھ رہا ہوں

چھت پر میری جب تم آنا
تاروں کو بھی ساتھ میں لانا
ہم سب ساتھ میں کھیلیں گے پھر
لیکن تم جلدی آؤ نا
چندا ماما ، چندا ماما
جلدی سے آجاؤ نا

پیاری مینا

پیاری مینا آؤ نا
آجاؤ ، آجاؤ نا
اپنے میٹھے اور سُریلے
گیت مجھے بھی سناؤ نا

پیاری مینا آؤ نا
آجاؤ ، آجاؤ نا
آنگن میں جو بکھرے ہوئے ہیں
دانے چُگ چُگ کھاؤ نا
پیاری مینا آؤ نا
آجاؤ ، آجاؤ نا

پیاسی ہو تو پانی پی لو
ڈرو نہیں ، آجاؤ نا
پیاری مینا آؤ نا
آجاؤ ، آجاؤ نا
آجاؤ ، پکڑوں گا نہیں میں
آجاؤ ، آجاؤ نا
پیاری مینا آؤ نا
آجاؤ ، آجاؤ نا
میں بھی اُڑونگا ساتھ تمہارے
مجھ کو بھی سکھلاؤ نا

پیاری مینا آؤ نا
آجاؤ ، آجاؤ نا

ماہ جولائی

لو پھر ماہ جولائی آیا
ساتھ میں یہ پیغام بھی لایا
ختم ہوئے اب چھٹی کے دن
ہوتے ہیں جو گنتی کے دن
صبح سویرے جلد ہی اب تو
بستر سے اٹھ جانا ہوگا
دل چاہے یا نہیں بھی چاہے
روز مدرسے جانا ہوگا
اپنے سے بھی وزنی بستہ
پیٹھ پہ رکھ کر ڈھونا ہوگا

لکھ کر گنتی اور پہاڑہ
میڈم کو دکھلانا ہوگا
یاد نہیں جو ہوگا سبق تو
مار یقیناً کھانا ہوگا
گئے گئے دس بجے کے پھر تو
چار بجے ہی آنا ہوگا
شام کو بھی روزآنہ گھر پر
ہوم ورک بھی کرنا ہوگا
کھیل کود تفریح سے اب تو
اپنا دھیان ہٹانا ہوگا

سوچ میں ہیں عارفہ ادیبہ
کیوں یہ ماہ جولائی آیا

پیڑ لگائیں

آؤ بچو پیڑ لگائیں
دھرتی کو گلزار بنائیں
ان سے سایہ بھی ملتا ہے
دیتے نہیں یہ صرف ہوائیں
ڈالی ڈالی پھول کھلاکر
ساری فضا کو یہ مہکائیں
گندی ہوا کو جذب کریں خود
اور ہمیں دیں صاف ہوائیں
پھل ان کے اوروں کے لئے ہیں
پھل اپنے یہ کبھی نہ کھائیں

پھول اور پھل سے لدے پھندے سے
دھرتی کی زینت کہلائیں
ہرے بھرے یہ پیڑ بچارے
کتنی ہمیں راحت پہنچائیں
کرتے ہیں بے لوث یہ خدمت
کیوں نہ بھلا یہ سب کو بھائیں
آؤ بچو پیڑ لگائیں
دھرتی کو گلزار بنائیں

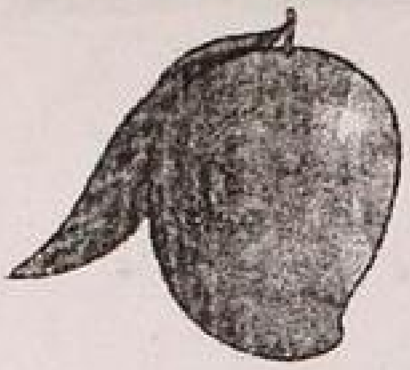

آم کا موسم

اک اچھے انعام کا موسم
لو پھر آیا آم کا موسم
آم جو سب کے دل کو بھائے
دیکھے جو بھی وہ للچائے
گرمی میں راحت پہنچائے
یہ ہم کو لُو سے بھی بچائے
کوئی اس کو کچا کھائے
کوئی چٹنی جام بنائے
پکے آم کا پھر کیا کہنا
ہوتا ہے میٹھا اور رسیلا

دیسی ، لنگڑا ہو یا قلمی
کھاتے ہیں چاؤ سے اس کو سب ہی
خوشبو ذہن و دل پر چھائے
اس کی لذت سب کو بھائے
بھیا ہوں یا امّی ، ابّی
اس کے گُن گاتے ہیں سب ہی
سب کے دل کو بھاتا ہے یہ
سچ ہے پھلوں کا راجہ ہے یہ

بچو عید مناؤ

آشاؤں کے دیپ جلاؤ
مایوسی کو دور بھگاؤ
گاؤ خوشی کے نغمے گاؤ
بچو ایسے عید مناؤ

کیسی اُداسی ، کیسی نراشا
آج تو کوئی رہے نہ پیاسا
بھوکے ہیں جو انھیں کھلاؤ
بچو ایسے عید مناؤ

چہرہ کسی کا افسردہ ہو
آج کوئی کیوں پژمردہ ہو

روتے ہیں جو انھیں ہنساؤ
بچو ایسے عید مناؤ
اپنوں میں یہ دوری کیسی
آخر یہ مجبوری کیسی
آپس کی نفرت کو مٹاؤ
بچو ایسے عید مناؤ
مسلم ہو یا ہندو بھائی
سکھ ہو یا وہ ہو عیسائی
کوئی ہو سب کو گلے لگاؤ
بچو ایسے عید مناؤ

چاروں طرف ہے گھور اندھیرا
ایسا کرو کہ پھیلے اُجالا
تاریکی کو دور بھگاؤ
بچو ایسے عید مناؤ

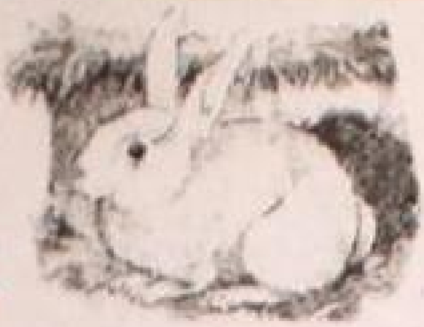

خرگوش کی چالاکی

بہت دن ہوئے ایک خرگوش تھا
یوں ہی گھومنے کو تھا نکلا ذرا
اسے راہ میں شیر اک مل گیا
کہا میں ہوں بھوکا تجھے کھاؤں گا
یہ سن کر کے خرگوش ٹھٹکا ضرور
لگا اس کو یوں کچھ تو جھٹکا ضرور
مگر وہ نہ زیادہ ہراساں ہوا
بہت زیادہ وہ نہ پریشاں ہوا
بھلا عذر کیا؟ لیجئے اے حضور
مجھے شوق سے کھائیے اے حضور

مگر عرض ہے ایک سنئے ذرا
بُرا مانئے گا نہ اس نے کہا

ہوں گندہ ابھی پاس میرے نہ آئیں
نہا دھو کے میں صاف ہولوں تو کھائیں

ابھی گوشت میرا اگر کھائیں گے
حضور آپ بیمار ہوجائیں گے

کہا شیر نے ٹھیک کہتے ہو تم
مگر گندے کیوں اتنے رہتے ہو تم

وہ دیکھو ندی سامنے ہی ہے جاؤ
مگر لوٹ کر جتنی جلدی ہو آؤ

میں بھوکا بہت ہوں مرے ننھے یار
نہیں صبح سے کچھ ملا ہے شکار

رہے گا ترا یوں مجھے انتظار
رہوں گا ترے آنے تک بے قرار
جو خرگوش کو اتنا موقع ملا
تو فوراً ندی کی طرف چل پڑا
ذرا چل کے جب اوٹ میں وہ ہوا
تو پھر گھر کی جانب وہ چمپت ہوا
اور پھر گھر پہنچ کر کے ہی دم لیا
ادھر شیر رہ تاکتا رہ گیا
لیا کام خرگوش نے عقل سے
نکل آیا یوں منہ سے وہ موت کے
جو مشکل میں اوسان کھوتے نہیں
وہ بچو! مصیبت میں پھنستے نہیں

مصنف کی کتاب

''کرشن چندر کی افسانہ نگاری''، ''انداز غزل''، ''زاویۂ نظر'' اور ''ہماری نظمیں''

چند مشاہیر کی نظر میں

''آپ نے سچ مچ بڑی محنت اور کاوش سے یہ تحقیق مقالہ لکھا ہے۔ اور مجموعی طور پر تنقیدی محاکمہ میں توازن اور علمی انداز نظر کو ملحوظ رکھا ہے۔ اس زمانے میں جب کرشن چندر کی کتابیں بھی مشکل سے دستیاب ہوتی ہیں آپ نے کرشن چندر اور اردو افسانہ کے بارے میں ضروری کتب کی فراہمی میں بڑی تگ و دو کی ہے۔ مختلف ابواب میں تنقید کی بحث کا معیار بھی تسلی بخش ہے۔ طلبا یقیناً اس کتاب سے بیش از بیش فائدہ اٹھائیں گے۔''

پروفیسر قمر رئیس

''آپ کا یہ تحقیقی مقالہ محض رسمی قسم کا تحقیقی مقالہ نہین تھا۔ بلکہ ایک ادبی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ نے اپنے مقالے میں نہ صرف کرشن چندر کے فن کا مختلف زاویوں سے جائزہ لیا ہے بلکہ اردو فکشن اور اردو افسانہ کے تناظر میں بھی ان کے ادبی مقام اور ان کی ادبی قدر و قیمت کے بارے میں بھی بامعنیٰ انتقادی اظہار رائے کی ہے۔''

بلراج کومل

''آپ نے واقعی بڑی جاں فشانی سے کام کیا ہے اور بڑے سلیقہ سے اسے پیش کیا ہے۔ آپ مبارکباد کے حقدار ہیں۔ پی۔ ایچ۔ ڈی کے کام اس پایہ کے انجام پائیں بڑی بات ہے۔''

ڈاکٹر عبدالحق

"کرشن چندر کی افسانہ نگاری" صوری و معنوی ہر دو حیثیت سے جاذب نگاہ بھی ہے اور دلکش بھی۔ کتاب کے مطالعے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے خاصی دماغ سوزی بھی کی ہے اور دیدہ ریزی بھی اور حق تو یہ ہے کہ موضوع کا حق ادا کیا ہے۔"

"اپنے موضوع و مواد ہر دو لحاظ سے یہ کتاب نہایت وقیع اور لائق ستائش ہے۔ نہ صرف یہ کہ کتاب کی زبان صاف ستھری، دلکش اور رواں دواں ہے بلکہ قدم بقدم شفیق اعظمی صاحب کی محققانہ و ناقدانہ بصیرت، طرز استدلال اور استنباط نتائج صیحہ کی داد دینی پڑتی ہے......میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ڈاکٹر شفیق اعظمی نے اس کتاب کی تصنیف کر کے، اپنی ناقدانہ سوجھ بوجھ کا لوہا منوالیا ہے۔"

ناوک حمزہ پوری

"..........ڈاکٹر شفیق اعظمی اور ان کے رہنما ڈاکٹر اختر بستوی جن کے پیش لفظ سے کتاب کا آغاز ہوتا ہے دونوں ہی قابل احترام ہیں کہ انھوں نے انصاف پسندی سے کام لیتے ہوئے کرشن چندر کے علم و فن کی صحیح قدر دانی کی ہے جس نے اس موضوع پر مقالے کو شرف قبولیت بخش کر مصنف کو پی۔ ایچ۔ ڈی۔ کی ڈگری سے نوازا۔ کرشن چندر کے حالات آنے والی نسل کے لکھنے والوں کے لئے شمع ہدایت کا کام کر سکتے ہیں۔"

"ڈاکٹر ہیرالال چوپڑہ، ایم۔ اے۔ ڈی لٹ (کلکتہ)

"......ڈاکٹر شفیق اعظمی نے زیر نظر کتاب میں کرشن چندر کے افسانوں کا بھرپور مطالعہ اور فکر انگیز محاکمہ پیش کیا ہے۔"

رام لعل نابھوی

''خوشی ہوئی کہ آپ نے موضوع کے ساتھ انصاف کیا ہے آپ کی نظر اور گرفت دونوں قابل داد ہیں، اسلوب بھی دلکش اور توانا ہے۔ گورکھپور یونیورسٹی کا تحقیقی مقالہ آج بھی اپنے معیار و میزان کو قائم کئے ہوئے ہے۔''

ڈاکٹر فضل امام رضوی

''یہ کتاب میں نے ایک ہی رات میں پڑھ ڈالی۔ اس لئے کہ آپ کا پیرائے بیان بے حد دلچسپ ہے دوسرے یہ میرے بزرگ دوست کے بارے میں لکھی گئی ہے جنھیں میں بہت قریب سے جانتا تھا اور انھیں بار ہا دیکھا تھا......

آپ نے کرشن چندر سے پہلے جو ادبی منظر نامہ لکھا ہے وہ تحقیق و تنقید کا مجموعہ ہے۔ کرشن چندر کی افسانہ نگاری کے مختلف ادوار پر بھی آپ نے اتنی اچھی تفصیل سے لکھا ہے کہ اب نئے لوگوں کے لئے ان پر کام کرنا آسان ہو جائے گا۔''

(رام لعل)

''ماشاء اللہ آپ نے خاصی محنت سے ایک اچھی کتاب کا اضافہ اردو کے سرمایۂ تنقید میں کیا ہے اور موضوع کا حق ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ خدا کرے آئندہ اپنی تخلیقی کاوشوں کا سلسلہ جاری رکھ سکیں۔ آپ جیسے ہونہار اور باصلاحیت افراد سے اردو کا روشن مستقبل وابستہ ہے۔''

(ڈاکٹر سید عبدالباری)

''......اگر افسانوی تحقیق و تنقید پر لکھے ہوئے معتبر مضامین و کتب کے درمیان آپ کی ''کرشن چندر کی افسانہ نگاری رکھی جائے تو وزن میں کسی سے کم نہیں ٹھہرے گی۔ جو تحقیقی تنقیدی رویہ آپ نے داستان و قصص اور افسانوں کے بارے میں تاریخی تفتیش تفحص کے ساتھ اپنایا ہے اسی سے آپ کی دلسوزی و توازن کی پرچھائیاں

صاف دکھائی دیتی ہیں۔"

(مجروح سلطان پوری)

"آپ نے ریسرچ کی پابندی سختی سے کی ہے۔ آپ نے اس کتاب میں تحقیق وتنقید کا حق ادا کر دیا ہے۔ اس کتاب کو پڑھنے پر کرشن چندر کے افسانوں کے تقریباً تمام گوشے ہمارے سامنے اجاگر ہوجاتے ہیں۔"

(ڈاکٹر کرامت علی کرامت)

"اس صدی میں کچھ ایسے حادثات بھی ہوئے ہیں کہ ایسے بہت سے انسان بھی جو ایک روشن اور خوش حال مستقبل پر یقین رکھتے تھے، قنوطیت کے شکار ہوگئے۔ میں آسانی سے مایوس نہیں ہوجاتا مگر روس کے بکھراؤ کے بعد یہ خطرہ تھا کہ میں بھی مایوس ہوجاتا لیکن ڈاکٹر شفیق کے ایک شعر نے نہ مجھے مایوس ہونے دیا اور نہ بھٹکنے دیا۔ ایک لمبی عمر گزارنے کے بعد بھی ابھی میری گرہ میں جتنی زندگی ہے وہ ڈاکٹر شفیق اعظمی کے اس شعر کی روشنی میں مردانہ وار گزار لوں گا۔"

پا شکستہ سہی وامانده و ناچار سہی
گامزن ہم سوئے منزل ہیں یہ کم بھی تو نہیں

کیفی اعظمی

"آپ نے غزل کے پیرایہ میں اس درد غم اور کشمکش کو بیان کیا جو انسان کو اس معاشرہ کی دین ہے۔ اور جس نے انسان سے اس کے حسین خواب بھی چھین لئے ہیں۔

صحرا کی طرح رہتی ہیں ویران سی اب تو
مدت سے ان آنکھوں میں کوئی خواب کہاں ہے
کتنے ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں
خاک ہی جن کا بستر ہے

شہر کے حالات کچھ ایسے ہوئے ہیں ان دنوں
دیکھئے جس کو وہی سہما ہوا حیران ہے

اس نوع کے اشعار آپ کی غزلوں میں اکثر مل جاتے ہیں۔ جو عہد حاضر کی تلخ اور المناک سچائیوں کو ایمائی حسن کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔"

پروفیسر قمر رئیس

"صنف غزل میں بظاہر آسانیاں ہی آسانیاں ہیں لیکن فی الواقع مشکلیں ہی مشکلیں ہیں۔ آپ نے اپنی غزلوں میں نہ صرف غزل کے جملہ روائتی اور جدید تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ بیشتر اشعار کو اِکھرے پن سے محفوظ رکھنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔"

بلراج کومل

"انداز غزل" ڈاکٹر شفیق اعظمی کی غزلوں کا پہلا مجموعہ ہے، لیکن اس میں پختگی فکر بھی نظر آتی ہے اور فنکارانہ مہارت بھی۔ یہ ایسی خوبیاں ہیں جو ایک عمر کے ریاض کے بعد کسی شاعر کو نصیب ہوا کرتی ہیں۔ شفیق صاحب خوش قسمت ہیں کہ شاعری کے سفر کی آخری منزل پر حاصل ہونے والی صفات انھیں ابتدا ہی میں مل گئی ہیں۔ میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ان کا یہ اولین مجموعۂ غزلیات قارئین سے بھی داد وصول کرے گا اور ناقدین کی نظر میں بھی لائق ستائش ٹھہریگا۔

ڈاکٹر اختر بستوی

"ڈاکٹر شفیق اعظمی سرائے میر، اعظم گڑھ (یو۔پی) کے رہنے والے ہیں، انھوں نے "کرشن چندر کی افسانہ نگاری" پر تحقیقی مقالہ لکھ کر پی۔ ایچ۔ ڈی۔ کی ڈگری حاصل کی ہے۔ یہ مقالہ کتابی صورت میں شائع بھی ہوگیا ہے۔ شفیق صاحب نے اس مقالے کے توسل

سے نثر نگاری کے جوہر دکھائے ہیں اب زیرِ نظر مجموعہ ''اندازِ غزل'' کے ذریعہ انھوں نے شاعری کی دنیا میں بھی اپنی شناخت قائم کرلی ہے۔''

سید ظفر ہاشمی

''آپ نے زندگی کو تماشائی کی نظر سے صرف دیکھا نہیں، اس کو برتا بھی ہے اور جھیلا بھی ہے۔ اس لئے بیان میں صداقت اور اثر میں شدت ہے۔ واقعہ نگار کا تصنع کسی نہ کسی موڑ پر ظاہر ہو جاتا ہے مگر جس کی زندگی واقعہ کا حصہ ہو وہ قلب و روح میں اپنی بات کو اتار دیتا ہے، آپ کی غزلیں پڑھنے کے بعد اس حقیقت کا معترف ہو جانا پڑا۔ آپ نے فکر شعر میں نقدِ شعر اور نقدِ حیات کا فرض ادا کیا ہے۔ جو بڑی بات ہے۔''

مولانا قمر الزماں مبارکپوری

''ڈاکٹر شفیق اعظمی کا شعری مجموعہ ''انداز غزل'' ایک سو اکتالیس صفحات پر مشتمل ہے جو ان کی کئی دہائی کی شعری مشق و مہارت کا ثمرہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اشعار میں فنی و فکری پختگی ملتی ہے۔ اس شعری مجموعہ میں ناصحانہ، حمدیہ، نعتیہ، کلاسیکی، ترقی پسند، جدید اور جدید ترین غرضیکہ ہر رنگ کے اشعار ملتے ہیں۔ انھوں نے اظہار خیال کے لئے سیدھا سادہ بھی اور نادر و پر تکلف ہر طرح کا انداز اختیار کیا ہے۔ لیکن پختگی کا دامن کہیں بھی ان کے ہاتھ سے چھوٹنے نہیں پایا ہے۔

ڈاکٹر اشفاق احمد اعظمی

''تقریباً ڈیڑھ سو صفحات پر محیط غزلیات کے اس مجموعے میں ہر صفحے پر سچے، اور اچھے اور دلکش اشعار بے ساختہ قاری کی توجہ اپنی جانب مبذول کرانے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ غزل کے کسی مجموعے میں بیس پچیس اشعار بھی اگر ہماری نگاہوں کو ٹھہرنے اور دل و دماغ کو غور و خوض کا حکم لگاتے مل جائیں تو اسے یقینی طور پر قابل لحاظ ادبی سرمایہ کے زمرہ

میں شمولیت کا حقدار تصور کیا جانا چاہئے۔
شفیق اعظمی کا اولین شعری مجموعہ ''اندازِ غزل'' بجا طور پر اس سرمایہ میں شامل کئے جانے کا مستحق ہے۔

ڈاکٹر موسیٰ مجروح

''ڈاکٹر شفیق اعظمی کے ان مضامین (''زاویۂ نظر'') کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اپنے موضوع پر تنقید کرتے وقت ان کا ذہن صاف رہا ہے، وہ نہ بے جا تعریف کرتے ہیں اور نہ تنقیص بلکہ تحقیق و تنقید کا غیر جانبدارانہ طور پر پورا حق ادا کرتے ہیں اور ہر جگہ ضبط و توازن قائم رکھتے ہیں جو صحت مند تنقید کی امتیازی خصوصیت ہے۔''

ڈاکٹر اشفاق احمد اعظمی

''ڈاکٹر شفیق اعظمی ان ابھرتے ہوئے فنکاروں میں سے ہیں جو نظم و نثر دونوں سے یکساں شغف رکھتے ہیں، ان کا پہلا شعری مجموعہ ''اندازِ غزل'' کچھ عرصہ پہلے شائع ہو چکا ہے۔ جسے اہل نظر نے پسند کیا ہے۔ اب انھوں نے اپنے تنقیدی مضامین کا پہلا مجموعہ مرتب کر دیا ہے جو ''زاویۂ نظر'' کے نام سے زیر طباعت ہے۔ ان کے مضامین مختصر ہیں لیکن ان میں جامعیت ہے، ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ اکثر مضامین سے طلبہ کے نصابی متقضیات کی تکمیل میں مدد ملے گی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ خوب سے خوب کی جانب اپنا سفر جاری رکھیں گے۔''

(پروفیسر محمود الٰہی)

''شفیق اعظمی ایک حساس شاعر ہیں تعلیمی سماج میں رہ کر انھوں نے بچوں کی نفسیات کا گہرا مطالعہ کیا ہے جس کو شعر کے قالب میں ڈھالتے وقت بچوں کی ذہنی سطح کو ملحوظ رکھا ہے۔ بچوں کے لئے کہی گئی ان نظموں کا پہلا خوبصورت مجموعہ ''ہماری نظمیں'' اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے، اس مجموعہ میں کل پچیس نظمیں ہیں سب کے عنوانات اور موضوعات

بچوں کے لئے پر کشش ہیں۔ بڑا تنوع ہے۔

شاعر نے چھوٹی چھوٹی باتوں سے عمدہ نتائج اور سبق آموز مواد پیدا کر دئے ہیں۔ سبھی نظمیں دلچسپ ہیں اور زبان آسان ہے اور بچوں کے بستہ کے بوجھ کو ہلکا کرنے میں معاون ہیں ''ہماری نظمیں'' اصل میں پیاری نظمیں ہیں جو بچوں کو ٹافیوں کی طرح پسند آئیں گی۔''

(ڈاکٹر انیس ادیب)

''معصوم ذہن کی نفسیات کا مطالعہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں، ڈاکٹر شفیق اعظمی نے بچوں کے لئے جو نظمیں اور اشعار کہے ہیں وہ اس بات کے غماز ہیں کہ انھیں خود اپنا بچپن یاد بھی ہے اور وہ بچوں کے بچپن کے قدر داں بھی ہیں۔ وہ معصوم بچوں کی البیلی فطرت اور مزاج میں، مستقبل کے ذمہ دار شہری کو دیکھنے کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں۔ حمد اور نعت کے علاوہ اس کتاب میں ۲۳ مختصر اور دلچسپ نظمیں ہیں، وطن سے محبت بڑوں کا احترام، اچھی عادتوں کو سیکھنا، تعلیم کی طرف رغبت وغیرہ عام مضامین کو ڈاکٹر صاحب نے جب اشعار کے پیکر میں ڈھالا ہے تو بچون کے ساتھ یہ بڑوں کے لئے بھی باعث توجہ بن گئے۔

ڈاکٹر شکیل احمد

''ڈاکٹر شفیق اعظمی کی بچوں کی نظموں کے اس مجموعے میں جو رنگا رنگ قسم کی نظمیں شامل ہیں وہ موضوع، مواد اور فکر و خیال کے اعتبار سے متنوع اور رنگا رنگ ہیں اور بچوں کو دیر تک محظوظ رکھنے والی ہیں لہٰذا زیر نظر کتاب ''ہماری نظمیں'' صوری اور معنوی دونوں لحاظ سے اہمیت و افادیت کی حامل ہے اور اُردو ادب میں خصوصاً ادب اطفال کی شاعری میں اضافہ کی حیثیت رکھتی ہے اور اس کے لئے ڈاکٹر شفیق

اعظمی بہر حال قابل مبارکباد ہیں۔"

ڈاکٹر ایم۔نسیم۔اعظمی

"ادب اطفال پر طبع آزمائی ایک مشکل امر ہے، اس کے لئے بچوں کی نفسیات کو سمجھنے کے ساتھ ساتھ ان کی مصروفیات، حرکات، وسکنات، پسندیدگی وناپسندیدگی، نیز دلچسپیوں کا گہرا مطالعہ ضروری ہے، یوں سمجھئے کہ بچوں کا ادب تخلیق کرنے کے لئے بچہ بننا پڑتا ہے، شاید یہی وجہ ہے کہ اُردو نثر ونظم دونوں میں بڑوں کی بہ نسبت بچون کے لئے کم لکھا گیا ہے، جب کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ بچوں کے لئے معیاری اور دلچسپ تخلیقات کی اشاعت زیادہ سے زیادہ ہو اور اشاعت کے مرحلے سے گزر کر بچوں تک پہنچے۔تاکہ ان کی ذہنی نشو ونما و کردار سازی میں مثبت رول ادا کر سکے۔

اس سلسلے میں ڈاکٹر شفیق اعظمی کی "ہماری نظمیں" قابل قدر اور حوصلہ افزا مجموعہ ہے۔

ڈاکٹر امتیاز ندیم

مصنف کی دیگر تصانیف

مطبوعہ:

۱-کرشن چندر کی افسانہ نگاری (تحقیقی مقالہ)

(اتر پردیش اُردو اکیڈمی لکھنؤ اور مغربی بنگال اُردو اکیڈمی کلکتہ سے انعام یافتہ)

۲-اندازِ غزل (مجموعہ غزلیات)

(اتر پردیش اُردو اکیڈمی لکھنؤ سے انعام یافتہ)

۳-زاویۂ نظر (تنقیدی مضامین کا مجموعہ)

۴-ہماری نظمیں (بچوں کی نظموں کا مجموعہ)

زیرِ ترتیب:-

۱-فکر و نظر (تنقیدی مضامین کا مجموعہ)

۲-شہرِ غزل (مجموعۂ غزلیات)

BACHCHON KI NAZMEN

By: Dr. Shafique Azmi

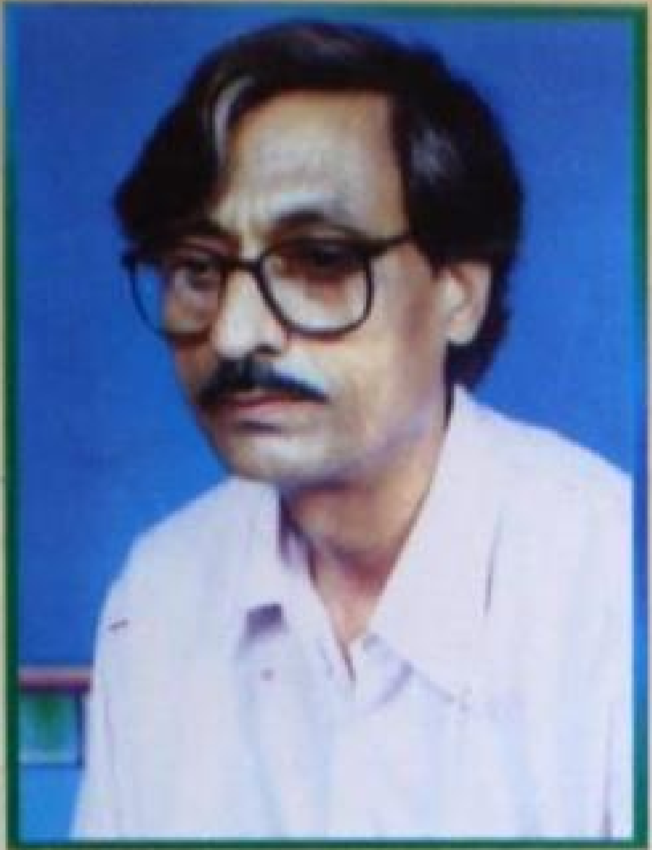

ڈاکٹر شفیق اعظمی نے بچوں کے لئے جو نظمیں اور گیت وغیرہ لکھے ہیں، ان میں مجھے زبان کی سادگی اور خیالات کی ناپیچیدگی نظر آتی ہے۔ ہر چند کہ وہ معلوماتی اور تدریسی انداز بیان زیادہ اپناتے ہیں بایں ہمہ تخلیق میں شگفتگی اور دلکشی کا عنصر برابر رکھتے ہیں۔ مجھے لگتا ہے وہ ادبِ اطفال کے میدان میں دور تک جائیں گے اور اس راہ پر اپنے نام کے سنگ میل نصب کریں گے۔

ڈاکٹر مظفر حنفی

(سابق پروفیسر، اقبال چیئر، کلکتہ یونیورسٹی)